رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۱

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت: پانچ روپیہ سالانہ مع محصول

باہتمام مسعود علی ندوی

مطبع معارف مین چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈہ سے شائع ہوا

فہرست مضمون نگاران معارف

(جلد چہاردہم جولائی ۱۹۲۴ء - دسمبر ۱۹۲۴ء)

بہ ترتیب حروف تہجی،

مختصر فہرست کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی

سیرۃ النبی صلعم، حصہ اول، طبع دوم، قیمت باختلاف کاغذ ...... للعہ

ایضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت باختلاف کاغذ عہ عمہ معہ

ایضاً حصہ دوم، طبع دوم، قیمت باختلاف کاغذ ...... عہ

الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف در طرز حکومت ...... سے

المامون، خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات، ...... عہ

الغزالی، امام غزالی کی سوانح عمری اور انکا فلسفہ، ...... عہ

سیرۃ النعمان، امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور اون کے اجتہادات اور مسائل ...... عہ

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری، مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر تقریظ، ...... عہ

مقالات شبلی، مولانا کے تیرہ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ، ...... عہ

رسائل شبلی، مولانا کے گیارہ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ، ...... عہ

بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی اور اونکی شاعری پر تبصرہ ۸

شعر العجم، شاعری کی حقیقت، فارسی شاعری کا آغاز، متوسطین کا دور ...... سے

ایضاً حصہ دوم، شعرائے متوسطین کا دور ...... عاہ

ایضاً حصہ سوم، شعرائے متاخرین کا دور ...... عاہ

ایضاً حصہ چہارم، فارسی شاعری پر ریویو ...... سے

ایضاً حصہ پنجم، فلسفیانہ، صوفیانہ، اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ ...... عاہ

الانتقاد علی التمدن الاسلامی، جرجی زیدان کے تمدن اسلامی پر عربی میں ریویو ۸

موازنۂ انیس و دبیر، میر انیس کی شاعری پر ریویو، ...... سے

سفرنامۂ روم و مصر و شام، مطبوعہ معارف پریس، قیمت ...... عاہ

مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور اون کے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ طبع، عہ، عہ ۱۲

علم الکلام، مسلمانوں کے علم کلام کی تاریخ، اوس کی عہد بعہد کی ترقیاں اور علمائے متکلمین کے نظریات اور مسائل طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس ...... عاہ

الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جس میں عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ میں ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس قیمت ...... عاہ

قصیدۂ امر قیس، امر قیس کے اجلاس ندوۃ العلماء میں پڑھا تھا، خاص مولانا کے فارسی قصیدہ و غزلیات، طبع نہایت اعلیٰ، طبع ثانی کا مجموعہ ۱۲

مجموعۂ کلام شبلی اردو ۱۲

مثنوی صبح امید ۴۰

کلیات، مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات، مثنویات، قطعات کا مجموعہ جو ابتک متفرق طور سے دیوان شبلی، دستۂ گل، بوئے گل، برگ گل کے ناموں سے چھپے تھے اس میں سب یکجا کر دیئے گئے ہیں، ۳۰ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپائی، عاہ

مولانا حمید الدین صاحب بی اے

تفسیر سورۂ تحریم، جدید طرز پر عربی میں قرآن مجید کی تفسیر ۴

تفسیر سورۂ والتین ۴

تفسیر سورۂ الکوثر ۴

تفسیر سورۂ عبس ۴

الرای الصحیح فی من ہو الذبیح، عربی میں حضرت اسمٰعیل کے ذبیح ہونے پر ایک مدلل اور پر زور رسالہ ۱۰

اسباق النحو حصۂ اول و دوم، سہل طرز پر عربی گرامر اردو ۱۱

دیوان حمید، مولانا کا فارسی دیوان مع تصویر ۱۲

خرد نامۂ منظوم، خاص فارسی زبان میں امثال سلیمان کا ترجمہ ۸

مولانا سید سلیمان ندوی

ارض القرآن حصۂ اول، عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد، ثمود، سبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب فیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے جس سے قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہو، قیمت ...... عاہ

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن میں سے مدین، اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث صفحہ ۲۵۱، قیمت ...... عہ

لغات جدیدہ، چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری ...... عہ

دروس الادب، عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترجمہ ۲

دوسری ریڈر طبع دوم ۴

رسالۂ اہل سنت والجماعۃ، فرقۂ اہل سنت والجماعۃ کے اصولی عقائد کی تحقیق، طبع دوم ۸

حیات مالک، امام مالک کی سوانح عمری اور موطائے مالک پر تبصرہ ...... عہ

خلافت اور ہندوستان، آغاز اسلام سے اس عہد تک مسلمانان ہند اور خلفائے اسلام کے تعلقات اور سلاطین ہند کے سکوں اور کتبوں سے اون کا ثبوت، قیمت ۸

فہرست مضامین

جلد چہاردہم جولائی سنہ ۱۹۲۴ء - دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

مجلد چہار دہم	ماہ ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۲۴ء	عدد اول

مضامین

ارض القرآن جلد اول قیمت [illegible]

سیرۃ عمر بن عبدالعزیز قیمت [illegible]

(دوبارہ چھپ کر تیار ہے)

"منیجر"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرات

گذشتہ پرچہ مین علی گڈھ کی تحریک "جواز سود" کے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ تعلق کا بعض لوگون کی طرف جس شبہ کا ذکر کیا تھا، اور جس سے مقصود صرف یہی تھا کہ کانفرنس اس سے تعلق یا عدم تعلق کا اعلان کردے، ہم کو خوشی ہے کہ جناب نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی جنرل سکریٹری ایجوکیشنل کانفرنس نے اس کے متعلق ہم کو حسب ذیل عنایت نامہ مکرمت فرمایا ہے،

"جواز سود کی بحث کے متعلق (معارف کا) نوٹ پڑھکر افسوس ہے، جس چیز کا ثبوت سامنے نہ ہو اس کو زیر بحث لانے اور مورد طعن بنانے کے لیے قیاسات سے کام لینا کہان تک درست ہی؟ واقعہ یہ ہے کہ جواز سود کی تائید یا اثبات سے کانفرنس یا سلطان جہان منزل کو نہ کوئی تعلق ہے نہ کبھی رہا، نہ یہ مسئلہ کبھی کانفرنس مین زیر بحث آیا، نہ آسکتا ہے، اس لئے کہ اس پر بحث کرنا شرع کا منصب ہے، نہ ایک تعلیمی کانفرنس کا، بہر حال جن رسائل وغیرہ کی اشاعت کا ذکر مذکورۂ بالا نوٹ مین ہی ان سے کانفرنس کا کوئی تعلق نہین، کانفرنس گزٹ مین بعض مضامین اسکی تائید مین ضرور چھپے ہین مگر وہ کانفرنس کی تجاویز یا آرا نہین، بلکہ شخصی مضامین ہین، اوسی طرح مخالف مضامین بھی چھپین گے، مین مولوی عبد السلام صاحب کو لکھ چکا ہون، حرمت سود مین کسی اختلاف کی گنجائش نہین،،

میجر بی ڈی باسو آئی ایم ایس نے ہندوستان خصوصاً بنگال مین یورپ کی عیسائی قومون کے داخلہ، طرق کار اور بالآخر نشو و ترقی و استیلا، کی ایک تاریخ انگریزی مین لکھی ہے اس مین نہایت خوبی کے ساتھ یہ ثابت کیا ہی کہ یورپ نے ہندوستان کو طاقت و قوت اور ایماندارانہ فتوحات کے ذریعہ سے نہین لیا بلکہ چالاکی، ہشیاری، بدعہدی اور فریب سے اس مرغ زرین بال کو اپنے دام مین گرفتار کیا ہی، انگریز مؤرخین اور اہل قلم نے اپنی تبلیغی تاریخ نویسی کی تصویرون مین انگریزون کو جس قدر ان کوششون مین معصوم، نیک نیت، ایماندار اور باوفا دکھانے کی کوشش کی ہی، وہ تمام تر مصنوعی رنگ آمیزی ہے، "ٹائمز آف انڈیا بمبئی" نے اپنی ۲۷ جون کی اشاعت مین اس کتاب پر ایک لبسیط تنقید شایع کرکے الزامات کی تردید کرنی چاہی ہے،

* * *

اس بحث کے متعلق ہم دنیا کی حکومتون کی تاریخون کو نظر مین رکھکر صرف اس قدر کہہ سکتے ہین کہ انگلستان کے قبضۂ ہندوستان کی اصلی تاریخ وہ نہین ہے جو کل لکھی جاچکی، بلکہ وہ ہے جو کل لکھی جائیگی اور اس عکاسی مین وہی سب مسالہ استعمال ہوگا جو انگریز مورخین نے تیموری سلطنت کے زوال کے بعد ہندوستان کی تاریخون کے ترتیب دینے مین استعمال کیا ہے، اگر یہ سچ ہے کہ عہد عالمگیری کی تاریخ اس لیے معتبر نہین کہ عالمگیر نے اپنے دربار مین تاریخ کا محکمہ توڑ دیا تھا، تو کیا یہ کہنا سچ نہین کہ آج کی تاریخ بھی اس لیے معتبر نہین کہ موجودہ حکومت کے قواعد طبع و اشاعت کی ہمہ گیری مین اس عہد کی صحیح تاریخ ممکن نہین، تاہم جیسے جیسے مورخین کا قلم زیادہ آزاد ہوتا جائیگا، عہد ماضی و حال کی تاریخی تصویر زیادہ روشن ہوتی جائیگی،

[illegible] سرکار اینڈ سنس پبلشرز کلکتہ سے ملیگی قیمت ۵ھ کتاب کا نام یہ ہے،

RISE OF THE CHRISTIAN POWER IN INDIA.

اور مستقبل تاریخ کے محکمۂ عدالت مین سب گنہگار برابر ٹھہرینگے، اور میجر باسو اس لیے قابل قدر ہین کہ انھون نے اس محکمہ کے افتتاح کا آغاز کر دیا ہے،

پنجاب نے اردو کتابونکی تصنیف و تالیف اور طبع و اشاعت کے کام مین جو وسعت اور شہرت حاصل کی ہے، اگر اوسکا قابل اعتراض حصہ حذف بھی کر دیا جائے، تو بھی اتنا کچھ باقی رہجائیگا جس کا جواب دوسرے صوبے نہین دے سکتے، الہ اباد اور دہلی کے صوبے کہنے کو تو اردو کے مولد اور گہوارہ ہین، لیکن اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو جائے کہ اس ادعا کی عملی دلیل بمنزلہ صفر کے ہے، پنجاب کی اس ادبی ترقی کی کوششون مین بڑا حصہ وہان کی یونیورسٹی کو حاصل ہے، **حالی** اور **آزاد** کی ادبی کوششین وہین سے سرسبز ہوئین، اردو تصنیفات پر انعام اور حوصلہ افزائی کا سلسلہ بھی وہان برابر جاری ہے، انتہا یہ کہ شعر العجم لکھی **لکھنؤ** مین، اور چھاپی آگرہ مین جاتی ہے، اور انعام **لاہور** سے ملتا ہے،

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

ابھی حال مین پنجاب یونیورسٹی نے سال روان کی جن تصنیفات پر مصنفین کو انعامات دئے ہین، ان سے علاوہ اونکی بجا ہمت افزائی کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مستحق کتابون کے انتخاب مین دیدہ وری اور ہنر شناسی کا پورا ثبوت دیا گیا ہے، مثلاً،

نام مصنف	کتاب قابل انعام	تعداد والانعام
منشی محمد خلیل الرحمن صاحب (لاہور)	اخبار الاندلس (۲ جلدین)	ایکہزار روپیہ
پروفیسر برکت علی و پروفیسر منہاج الدین (اسلامیہ کالج پشاور)	ہیئت جدیدہ (۲ جلدین)	ایکہزار "

نام مصنف	کتاب قابل انعام	تعداد والانعام
ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی صاحب (لاہور)	مخزن الجواہر	پانچسو
لالہ سدرشن	ایک ہندی ڈراما	۵۰۰ "

ان کتابون پر **معارف** مین وقتاً فوقتاً تقریظ و تنقید ہو چکی ہے، اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ بالکل بجا انتخاب ہے،

سیرۃ نبوی، جلد سوم کی اشاعت مین تاخیر کا باعث کاغذ کی کمیابی تھی، الحمد للہ کہ اب کاغذ دستیاب ہو گیا ہے، کتاب کی ضخامت ۸۰۰ صفحون سے کم نہ ہوگی، ۵۰۰ صفحے چھپ چکے ہین، اور اب سو صفحے باقی ہین، امید ہے کہ ہم کتاب مذکور جلد از جلد شائقین تک پہنچا سکینگے،

اب تک **دار المصنفین** کا پریس، ہاتھ سے چلایا جاتا تھا، اور اب ناظرین یہ سنکر خوش ہونگے کہ مطبع نے اس حد تک ترقی کی ہے کہ اوسکی مشینین اب انجن کی طاقت سے چلنی شروع ہو گئی ہین، امید ہے کہ اس سے معارف اور کتابون کی چھپائی مین زیادہ عجلت کیجا سکیگی،

دھولیا (خاندیس) کے اردو اسکول نمبر ۴ کے ایک مدرس مولوی شمس الدین نامی نے علامہ شبلی مرحوم کے رسالۂ جزیہ کا مرہٹی ترجمہ ایک مرہٹی رسالہ "مراہٹی ننکشک" مین شایع کرایا تھا، اس کے جواب مین ہٹریکر صاحب ایک مرہٹہ نے ایک مضمون تحریر کیا ہے، مجیب نے یہ دکھایا ہے کہ جزیہ مسلمانون کا ایک قابل نفرت فعل ہے" اور اس کے مقابلہ مین "چوتھ" جو سیواجی مہاراج نے جو **ممالک مفتوحہ** پر چوتھ لگائی تھی، وہ قابل اعتراض نہین" اگر ہٹریکر صاحب ممالک مفتوحہ" کے بجائے "ممالک مغنومہ" کا لفظ استعمال کرین تو ہم کو ان کے نظریہ کے تسلیم کر لینے

مین کوئی عذر نہ ہوگا، کیونکہ جو اپنے پیشہ کے لحاظ سے "کل" کا حقدار ہوچکا ہو اگر وہ چوتھا حصہ لے کر ہم حصہ انسانون کو بخشدے وہ یقیناً قابل نفرت نہین،

بیز بکر صاحب نے اپنے اس مضمون مین لکھا ہے کہ "سیواجی نے عالمگیر کو ایک خط لکھکر جزیہ کے نقائص سے آگاہ کیا تھا" اور اس واقعہ کے لیے حوالہ "مسلمانی ریاست" نام ایک کتاب (صفحہ ۲۴۳ و ۱۱، مطبوعہ ۱۹۱۰ء) کا دیا ہے، کیا ہمارے ناظرین مین مرہٹی دان اصحاب اس کتاب کی قدر وقیمت سے ہمین آگاہ کرین گے؟

دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے اس عرصہ مین دو نئی کتابین شایع ہوئی ہین، ایک **مستدرک** حاکم کی تیسری جلد جو تمام تر مغازی اور صحابۂ کرام کے سوانح تراجم اور مناقب پر مشتمل ہے، صحابہ کے حالات مین ابن سعد کے سوا کوئی اور اساسی کتاب ابتک شایع نہین ہوئی، الحمد للہ کہ اب یہ دوسرا ماخذ بھی سرکار نظام کی قدر دانی کی بدولت چھپکر منظر عام پر آگیا،

دوسری کتاب ابن درید کی **المجتنیٰ** ہے، یہ گو حجم مین کم، مگر ایک خاص لحاظ سے نہایت نادر ہے کتب محاضرات المستطرف وغیرہ مین اقوال وامثال کا جو باب ہے، تقریباً ان سب کا ماخذ یہی کتاب معلوم ہوتی ہی، مشہور ادیب ونحوی ابن درید المتوفی ۳۲۱ھ نے اس مین آنحضرت صلعم کے جوامع کلم خلفائے راشدین کے اقوال ماثورہ، حکمائے اسلام کے مواعظ، اور حکمائے یونان کے حکم جمع کیے ہین، چھوٹے چھوٹے فقرے موتیون کی طرح جڑے ہین، بہتر ہوا گر یہ کتاب عربی مدارس کی ابتدائی ادبی نصاب مین داخل کر لی جائے، شکر ہے کہ اس کتاب کے شروع مین

مصحح مولوی سید ہاشم صاحب ندوی کی طرف سے مصنف کی مختصر سوانح عمری بھی شامل ہی،

مگر ابھی تک ہماری ان گذارشون پر پوری توجہ مبذول نہین ہوئی جو ہم نے کسی گذشتہ پرچہ مین دائرۃ المعارف کی مطبوعات کی نسبت پیش کی تھین، ضرورت ہی کہ کاغذ اور چھپائی کی عمدگی کے ساتھ دائرہ کے مطبوعات کے معنوی محاسن مین بھی ترقی کیجائے، جن مین حسب ذیل چیزین نہایت ضروری ہین، انڈکس، مختلف نسخون کی بہم رسانی اور مقابلہ، نسخہ مطبوعہ کی کیفیت اور اسکی ضروری خصوصیات کا اظہار، جہان جہان نسخہ ناقص ہو وہان حاشیہ مین اظہار یا بیاض چھوڑنا، مصنف کی سوانحعمری، اور اسکی دیگر تصنیفات کا ذکر،

ہمارے ان مشورون کے حق بجانب ہونے کے متعلق ابھی چند عملی شواہد بھی ہمکو ہاتھ آگئے ہین، سیرت کے تعلق سے آجکل کتب دلائل ومعجزات زیر نظر ہین، علامہ سیوطی نے خصائص مین اکثر ابو نعیم کے دلائل کے حوالے دئے ہین، لیکن جب دلائل ابی نعیم مطبوعہ دائرۃ المعارف مین انکو تلاش کیا تو کہین بھی نہین ملے، سخت سرگردانی رہی، بالآخر اس مطبوعہ نسخہ کے خاتمۃ الطبع کی چند سرسری سطرون پر نظر پڑی تو اس مین تسلیم کیا گیا تھا کہ اسکا اصلی نسخہ جابجا سے ناقص تھا حالانکہ یہ اس قدر اہم بات تھی کہ کہین لوح پر یا ابتدائی دیباچہ مین نمایان طور سے اسکی تصریح ہونی چاہئے تھی،

اسی طرح ۱۹۱۲ء مین دائرہ کی طرف سے ایک نہایت نادر کتاب کتاب الازمنہ والامکنہ شایع ہوئی ہے، اس مین اس کے مصنف کا نام نہین، صرف کنیت اور سال تصنیف ۴۵۳ھ مذکور ہے،

مصنف یا نسخہ کے متعلق اور کوئی تخصیصی تذکرہ کہین ثبت نہین کیا گیا ہی، آخر مین جو تقریظ ہی وہ طویل حمد ونعت، توصیف وتعریف اور حاجی خلیفہ پر ایک لغو اعتراض پر مشتمل ہے، اور بس، چند مہینے ہوئے کہ حیفا (شام) کے ایک فاضل عبداللہ مخلص نے دمشق کے علمی رسالہ المجمع العلمی العربی مین دائرہ کے اس مطبوعہ نسخہ پر ایک تقریظ لکھی، اور اس پر طنز کیا کہ مطبوعہ نسخہ کے ناشر ومصحح نے مصنف کا نام تک بھی نہین لکھا، اس پر پروفیسر براکلمن (مصنف تاریخ ادبیات عرب) نے لکھا کہ "یہ مصنف غیر معروف نہین ہے اسکا نام احمد بن محمد بن حسن مرزوقی ہے، اور اس کا حال یاقوت نے معجم الادبا، (جلد ۲ صفحہ ۱۰۳) مین لکھا ہے، اسکی تین اور کتابین موجود ہین، ایک شرح حماسہ جسکے نسخے، برلن، لندن، قاہرہ اور قسطنطنیہ کے کتبخانون مین ہین، دوسری شرح مفضلیات، اسکا نسخہ صرف برلن مین ہے"،

لیکن مشکل یہ آن پڑتی ہی کہ احمد بن محمد بن حسن ابو علی مرزوقی اصبہانی کی تاریخ وفات یاقوت نے ۴۲۱ھ لکھی ہے، ایسی حالت مین ۴۳۵ھ تصنیف کی تاریخ کیونکر ہوسکتی ہے، یہ تاریخ نسخۂ مذکور کے خاتمہ سے منقول ہے جو حسب ذیل ہے، "مین نے اس سے پنجشنبہ کے روز دوپہر کے وقت ۱۳ جمادی الاخرہ ۴۳۵ھ کو فراغت پائی" اب یا تو یہ طے کیا جائے کہ یہ خاتمہ کی عبارت مصنف کی نہین، ناسخ کی ہے جو تصنیف سے فراغت کی تاریخ نہین بلکہ اسکی نقل سے فراغت کی تاریخ ہے، یا یہ کہا جائے کہ یاقوت نے ابوزکریا یحیی بن مندہ کی روایت سے مرزوقی کی جو تاریخ نقل کی ہے وہ غلط ہے، ایک شامی فاضل کی رائے ہے کہ یاقوت کی کتاب مین جو ۴۲۱ھ چھپا ہے، یہ شاید ۴۶۱ھ ہے ۴۶۱ھ لنگرا ۴۲۱ھ چھپ گیا ہے، بہرحال دائرہ کے نسخہ پر اس وقت مناظرہ دائر ہے،

دار المصنفین کے قیام کو یہ نوان سال ہے، اس نے اس مدت مین ملک وقوم اور علم وفن کی جو کچھ خدمت کی اس کے دہرانے کی ضرورت ہے، لیکن اتنا ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ بھی منجملہ قومی خدمتون کے ان مرکزون کے ہے جو ہندوستان کے طول وعرض مین پھیلے ہین، اس وقت ملک مین جسقدر جماعتی قومی کام ہین، وہ سب قومی چندون سے چل رہے ہین، لیکن الحمد للہ کہ دار المصنفین ایک ایسا قومی مرکز ہے، جس نے کبھی عام چندون کے لیے ہاتھ نہین پھیلایا، اس وقت اس کے مطبع، دار التصنیف، دار الاشاعہ، تعمیرات، کتبخانہ وغیرہ شعبون پر تقریبًا چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سالانہ کا خرچ ہے، جن مین سے تین ہزار چھ سو (۳۶۰۰) سرکار نظام، اور دو ہزار چار سو (۲۴۰۰) سرکار عالیہ بھوپال سے سالانہ مرحمت ہوتے ہین، باقی ۳۴ ہزار (۳۴۰۰۰) سالانہ کے اخراجات دار المصنفین خود اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے، لیکن چونکہ ہر سال مصارف کی ترقی اور اسی کے ساتھ ساتھ ہمارے کاغذی سرمایہ مین اضافہ ہوتا جاتا ہے، اس لیے اب ضرورت پیش آئی ہے کہ ہم اپنے قدردانون، اور علم وفن کے جوہر شناسون کے سامنے اپنا درد دل پیش کرین، لیکن اس کے علاج کے لیے یہ نسخہ مطلوب نہین کہ آپ چندون سے ہماری مدد کرین، بلکہ جو کچھ ہم آپ سے چاہتے ہین وہ صرف یہ ہے کہ آپ **معارف** کے خریدارون کے اضافہ، اور دار المصنفین کے **مطبوعات** کی اشاعت اور خریداری کی طرف اپنے حلقۂ احباب کو متوجہ کرین، کہ یہ علم وفن کی اشاعت، اور ایک قومی مرکز کی اعانت ہے، فہرست مطبوعات صرف ار کے ٹکٹ موصول ہونے پر مرسل ہوسکتی ہے،

افسوس ہی کہ مصحح صاحب کی غلطی سے اس پرچہ کے صفحہ ۱۶ - اور ۴۲ باہم الٹ پلٹ گئے ہین، ناظرین ان کے صحیح پڑھنے مین تھوڑی تکلیف اٹھائین،

مقالات

تحریم سود

اور

فضلائے مصر

(۲)

از

مولانا عبدالسلام ندوی،

ہندوستان کی طرح مصر بھی جب سے ایک بقال صفت یورپین قوم کے زیر اقتدار آیا، سخت مالی مشکلات مین مبتلا ہو گیا، اور بنکون کے قیام اور سود خواری کی لعنت نے ان مشکلات مین اور بھی اضافہ کر دیا، چنانچہ آج سے پندرہ سولہ سال پیشتر مصری قوم نے ان مشکلات کا احساس کیا، اور قومی اور وطنی بنکون کے قیام کے متعلق ایک طولانی بحث چھڑ گئی جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ سود کی حلت و حرمت کا مسئلہ تمام قوم کا موضوع بحث بن گیا، اور اس کے حل کرنے کے لیے مجلس دار العلوم نے متعدد جلسے منعقد کیے جن مین وہان کے روشن خیال فضلاء نے اس مسئلہ پر تقریرین کین، جنکو اسکی مجلس انتظامیہ نے ایک مجموعے کی صورت مین شایع کیا، اس وقت ہمارے سامنے یہی مجموعہ ہے جس مین حسب ذیل بزرگون کے خطبے جمع کیے گیے ہین،

نمبر شمار	نام	کیفیت
(۱)	شیخ عبدالعزیز شادیش	سود کو جائز کیا ہی،
(۲)	شیخ محمد سلامہ	سود کو ناجائز قرار دیا ہی،
(۳)	شیخ محمد خضری	"
(۴)	شیخ اسماعیل خلیل	"
(۵)	ڈاکٹر توفیق آفندی صدقی	" (لیکن صرف ربا نسیہ کو)
(۶)	شیخ عبدالوہاب النجار	"
(۷)	شیخ دسوقی جوہری	"
(۸)	شیخ محمد رشید رضا اڈیٹر المنار	" (لیکن ربا فضل مین انکے نزدیک بھی حلت کی گنجایش ہے)
(۹)	حفنی بک ناصف	سود کو جائز سمجھتے ہین،

ان مین جو تقریرین ہمارے پہلے مضمون کی مؤید ہین، ہم اس موقع پر انکا ضروری ملخص درج کرتے ہین، اس کے بعد مجوزین سود یعنی شیخ عبدالعزیز شادیش اور حفنی بک ناصف کے دلائل پر ایک مستقل مضمون مین تنقید کرین گے،

شیخ محمد سلامہ کی تقریر،

مختلف قومون کے زمانے اور انکی قابلیتین اگرچہ مختلف تھین تاہم کسی آسمانی مذہب مین سود حلال نہین ہوا لیکن باوجود اس حرمت کے تمام قومون نے اس پر عمل کیا، یہودیون کو اس کی ممانعت کی گئی، چنانچہ توراۃ کے مختلف مقامات مین اسکی صریح ممانعت موجود ہے، مثلاً سفر خروج ۲۲، ۲۵، مین ہے، کہ "اگر تو محتاج شخص کو اپنی چاندی بطور قرض کے دے تو اس کے لیے مثل سود خوار کے نہ بن، اس پر سود کا اضافہ نہ کرو، سفر اللاویین ۲۵-۳۵،

مین ہے "اپنی چاندی کو سود پر نہ دے" سفر التثنیہ مین ہے "اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دے، چاندی کا سود ہو یا غلے کا" اور انجیل لوقا ۶-۳۵ مین ہے "اپنے دشمنون سے محبت کرو، ان کے ساتھ احسان کرو، اور قرض اس طرح دو کہ کسی فائدے کی توقع نہ رکھو، اس طرح تم کو بہت بڑا ثواب ملیگا اور تم سربلندی کے فرزند بن جاؤگے" لیکن یہودیون نے ان احکام کی مخالفت کی جسکی وجہ سے خداوند تعالیٰ نے اُن پر بہت سی جائز چیزون کو بھی حرام کردیا،

فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا واخذھم الربا وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل، — تو یہودیون کے ظلم کی وجہ سے ہمنے ان پر وہ پاک چیزین حرام کردین جو ان کے لیے حلال کیگئی تھین اور نیز اکثر خدا کی راہ مین رکاوٹ پیدا کرنے سود لینے سے جس سے وہ منع کردیے گیے تھے، اور ناجائز طور پر لوگون کے مال کے کھانے سے۔

قرآن مجید نے بھی متعدد مواقع پر متعدد آیتون مین اسی مخالفت کو مضبوط کیا ہے، اور یہ تمام آیتین بالکل واضح ہین، اور سود کے کم و بیش مین کوئی تفریق نہین کرتین، چنانچہ اسکی تفصیل حسب ذیل ہے،

لغت مین ربا کے معنی مطلق زیادتی کے ہین اور قرآن مجید مین اس سے ہر قسم کی زیادتیان مراد ہین، یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ

یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ، — مسلمانو! سود کو دو ناتگنا کرکے نہ کھاؤ،

سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دوناتگنا کی زیادتی ممنوع ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت مین سود کی مختلف قسمین تھین، بعض لوگ دونا لیتے تھے، اور بعض لوگ اس سے کم، بلکہ مقصد یہ ہے کہ زمانہ کے گذرنے سے جو زیادتیان دونا اور تگنا کے شکل مین ہوتی جاتی ہین ان کو نہ کھاؤ، کیونکہ سود خوار اشتوتمک مہلت نہین دیتا، جب تک کہ گذشتہ سال کے سود کو اصل مین ملاکر کل کے لیے دوسرا اضافہ مقرر نہ کردے، اس طرح وہ سود کو دوناتگنا کرکے کھاتا ہے، لیکن اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ پہلے سال کا سود جائز تھا،

خداوند تعالیٰ نے بیان کردیا ہے کہ سود سے اجتناب کرنے کی صورت صرف یہ ہے کہ راس المال کے سوا اور کچھ نہ لیا جائے، چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،

وان تبتم فلکم رؤس اموالکم — اگر تمنے سود لینے سے توبہ کرلی تو صرف اپنا راس المال لے سکتے ہو،

اور کوئی عقلمند آدمی یہ کہنے کی جرأت نہین کرسکتا کہ سود کا کوئی جزو کم ہو یا زیادہ راس المال[1] مین شامل ہے،

سود کی وبا یورپ سے آئی ہے، اور مصریون کے رگ و پے مین سرایت کرگئی ہے، اور ہر مذہب کے لوگ بلا فرق و امتیاز سود لینے لگے ہین، لیکن تمام یورپین لوگ سود خواری کے جواز پر متفق نہین ہین، بلکہ بعض نے جیسا کہ علامہ دوجیرار کی کتاب تاریخ الاقتصاد الاجتماعی مین مذکور ہے سود کو ناجائز قرار دیا ہے، اور انکی دلیل یہ ہے کہ خود روپیہ مقصود بالذات نہین ہے بلکہ وہ ضروریات کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے، (اور سود روپیہ کو مقصود بالذات کردیتا ہے)

بہت سے یورپین علماء نے حرمت سود پر کتابین لکھی ہین، اور جس طرح شراب اور سور کے گوشت کے متعلق ایک عام شور و غل ہو چکا ہے، عنقریب سود کے متعلق بھی ہوگا،

ان سب کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ بڑے بڑے بنکون مین چلو، تو تم کو معلوم ہوگا کہ بہت سے

[1] مثلاً بنکون کا سود،

قرضدار مفلس اور قلاچ ہوچکے ہین، حالانکہ سود کی مقدار اضعافًا مضاعفۃً نہ تھی بلکہ پانچ فیصدی سے زائد ان کو دینا نہین پڑتا تھا، اسکی وجہ یہ ہے کہ روپیہ اس اعتماد پر بے تکلف لے لیا گیا کہ عمل وکسب موہوم کے ذریعہ سے اس مین یقینًا اضافہ ہوگا حالانکہ اضافہ نہین ہوا،

لوگو! اُس تمدنی ستون کو قائم کرو جو گر گیا ہے، یعنی زکوۃ، تاکہ محتاج کو اعانت حاصل ہو، اُس کے اعصاب مین حرکت ونشاط پیدا ہو، اور افراد قوم مین باہم تضامن وتکافل قائم ہو یہی سعادت ہے اور یہی مفید کام،

شیخ محمد خضری کی تقریر

اس بحث کا دار ومدار دو سوالون پر ہے،

(۱) ایک تو یہ کہ آیت قرآنیہ سے کس ربا کی حرمت ثابت ہوتی ہے؟

(۲) مبادلات مالیہ کی کس قسم مین ربا ہوتی ہے؟

قرآن مجید مین ربا کا ذکر چار جگہ آیا ہی،

---

(۱) سورۂ روم مین ہمنے اس آیت کو سب سے پہلے اس لیے درج کیا ہے کہ وہ اس مسئلہ مین سب سے پہلی آیت ہی کیونکہ وہ مکی ہی، اور دوسری آیتین مدنی ہین،

آیت	ترجمہ
وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ	اور یہ جو تملوگ سود دیتے ہو تاکہ لوگون کے مال مین اضافہ
النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا	ہو تو وہ (سود) خدا کے یہان نہین بڑھتا اور (وہ) جو تم
اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ	محض خدا کی رضاجوئی کے ارادے سے زکوۃ دیتے ہو تو
اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ	جو لوگ ایسا کرتے ہین وہی دوگنا کیے جاتے ہین،

(۲) سورہ نساء کی آیت جو معائب یہود اور ان کے ارتکاب منہیات کے بیان مین نازل ہوئی ہے،

آیت	ترجمہ
واخذهم الربا وقد نهوا عنه واكلهم	ان کے سود لینے سے حالانکہ اونکو اس سے منع فرمایا
اموال الناس بالباطل،	گیا تھا، اور ناجائز طور پر لوگون کے مال کھانے سے

(۳) آیت آل عمران،

آیت	ترجمہ
یا ایها الذین اٰمنوا لا تاكلوا الربا	مسلمانو! سود (در سود) نہ کھاؤ (کہ اصل مین مل کر)
اضعافًا مضاعفة	دوگنا چوگنا (ہوتا چلا جائے)

(۴) سورۂ بقرہ کی آیتین جو باتفاق مفسرین اس موضوع پر سب سے اخیر مین نازل ہوئی ہین،

آیت	ترجمہ
الذین یاكلون الربا لا یقومون	جو لوگ سود کھاتے ہین (قیامت کے دن یا دنیا ہی مین)
الا كما یقوم الذی یتخبطه الشیطٰن	کھڑے نہ ہوسکین گے مگر اُس شخص کا سا کھڑا ہونا جس کو
من المس ذالك بانهم قالوا انما البیع	شیطان نے مخبوط الحواس کردیا ہو، یہ اونکے اس کہنے
مثل الربٰوا واحل الله البیع وحرم	کی سزا ہے کہ بیع مثل سود کے ہے، حالانکہ
الربا فمن جاءه موعظة من ربه	بیع کو تو اللہ نے حلال کیا ہے، اور سود کو حرام تو
فانتهی فله ما سلف وامره الی الله	جس پاس اُس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت
ومن عاد فاولٰئك اصحاب النار	پہنچی اور وہ باز آگیا، تو جو (لے چکا ہے) وہ اسکا
هم فیها خالدون یمحق الله الربٰوا	(ہوچکا) اور اسکا معاملہ خدا کے حوالے اور جو (بعد
یربی الصدقٰت والله لا یحب كل	ممانعت) پھر (سود) لے تو ایسے ہی لوگ دوزخی
كفار اثیم یا ایها الذین اٰمنوا	ہین (اور) وہ دوزخ ہی مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے
اتقوا الله وذروا ما بقی من الربا	اللہ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے، اور جتنے
ان كنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا	ناشکرے اور گنہگار ہین خدا انکو دوست نہین رکھتا
بحرب من الله ورسوله وان تبتم	مسلمانو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور

نازل ہوئے، اور ایک حکیم کا طریقہ بھی یہی ہے کہ جس چیز سے لوگ دفعتہً بمشکل باز آسکتے ہین، اُس سے آہستہ آہستہ روکتا ہے، اس کے بعد جب امت اسلامیہ کا مکمل ڈھانچا تیار ہوگیا تو دوناتگنا سود کھانے کی ممانعت کیگئی اور آل عمران مین خداوندتعالی نے فرمایا،

یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ — مسلمانو! سود کو دوناتگنا کرکے نہ کھاؤ۔

بلاشبہہ یہ آیت سورۂ بقرہ کی آیتون سے پہلے نازل ہوئی ہے، اور اس کے ذریعہ سے بتدریج ایک خاص قسم کے سود سے روکا گیا ہے، جسکا نقصان عام تھا، الغرض یہ سب سے پہلی آیت ہے جس مین سودخواری کی ممانعت کیگئی ہے، اور اگر فیصدی یا فی ہزار یا فی لین ایک فیصدی سود بھی ہو اور وہ بار بار مدت کے گذر جانے پر دوناتگنا ہوجائے تو وہ اس آیت کے رو سے ممنوع ہوگا،

اس آیت کے بعد ربا کے اور اقسام اصل اباحت پر باقی رہے، ان کے متعلق امر و نہی کچھ نہین آیا، اسی زمانے مین بعض عرب کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ بیع مین بھی اضافہ ہوتا ہے، یہان تک کہ ایک چیز ایک شخص سے خرید کر اگر دوبارہ اسی کے ہاتھ فروخت کیجائے، تب بھی بائع اس سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے، اس لیے اوُنھون نے سود کو بیع پر قیاس کیا، کیونکہ جب بیع مین باہمی رضامندی سے یہ فائدہ جائز ہے، تو اسی طریقہ پر سود مین کیون نہ جائز ہو؟ لیکن جب قوم عام ممانعت کے قبول کرنے کے قابل ہوگئی تو اب اس سے زیادہ تدریج کی ضرورت باقی نہین رہی، اور اس وقت سورہ بقرہ مین سود کی آخری آیتین نازل ہوئین، الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان الخ

فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون، — جو سود (لوگون کے ذمے) باقی ہو (اوسکو) چھوڑ بیٹھو اور اگر (ایسا) نہین کرتے تو اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کے لیے ہوشیار رہو اور اگر توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تمکو لینی چاہئے نہ تم (کسی کا) نقصان کرو اور نہ کوئی تمھارا نقصان کرے۔

(۱) ان آیات مین مستند مفسرین نے آیت روم کی ایسی تفسیر کی ہے جسکو ہمارے موضوع بحث سے کوئی تعلق نہین، وہ کہتے ہین کہ اس آیت کا تعلق اُن ہدیون سے ہے جنکو ایک شخص دوسرے شخص کو اس لیے دیتا ہے کہ وہ ان کے صلے مین ان سے زائد دے، اسی طرح سے خداوندتعالی نے رسول اللہ صلعم کو مخاطب کرکے فرمایا،

ولا تمنن تستکثر — یعنی ایسا احسان نہ کرو جس سے تمھارا مقصود یہ ہو کہ اسکا صلہ اس سے زائد ملے۔

خود یہ آیت بھی مکی ہے اور مکی آیتون مین کوئی فقہی حکم نازل نہین ہوا ہے،

(۲) سورۂ نساء کی آیت بھی ایک تاریخی آیت ہے، جس مین خداوندتعالی یہ بیان کرتا ہے کہ ایک قوم پر سود حرام کیا گیا لیکن اوس نے سود لیا جس کے پاداش مین خدا نے اُس پر وہ چیزین بھی حرام کردین جو اُسکے لیے حلال تھین،

اب صرف آخر کی دو آیتین رہ گئین، جن مین سودخواری کی ممانعت کیگئی ہے، یعنی آیت آل عمران اور آیت بقرہ ان دونون آیتون مین ربا کا لفظ معرف باللام واللام آیا ہے، اور الف لام کے صرف تین معنی ہین، استغراق، جنس، عہد، لیکن یہ الف لام استغراق غیر معہود کا نہین ہوسکتا کیونکہ اس صورت مین ہر اضافہ حرام ہوگا، حالانکہ بیع مین بھی اضافہ

ہوتا ہے جس کو خدا نے حلال قرار دیا ہے؎، یہ الف لام جنس کا بھی نہین ہو سکتا کیونکہ جنس سے مراد ماہیت اور حقیقت غیر متشخصہ ہے، اور حقایق ذہنیہ کی ممانعت کے کوئی معنی نہین، کیونکہ خارج مین اونکا وجود تشخصات ہی کے ضمن مین ہوتا ہے، اور لوگ انہی تشخصات سے بحث کرتے ہین، یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس الف لام کو عہد ذہنی کے معنی مین لیا ہے یعنی یہ سود جسکی ممانعت کیگئی ہے، اہلِ عرب کے نزدیک عام طور پر معلوم اور رائج تھا اور اسی علم و رواج کی بنا پر اُنھون نے بیع کو سود پر قیاس کیا، اس بنا پر آیت کے مفہوم سمجھنے کے لیے ہم کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اہلِ عرب کے نزدیک سود کا کیا طریقہ تھا؟

مفسرین کا بیان ہے کہ ایک عرب جب کسی شخص کو ایک مدت کے لیے سود دیتا تھا، تو جب وہ مدت آجاتی تھی تو کہتا تھا کہ قرض دو یا اس پر اضافہ کرو اس سود کی بھی مختلف صورتین تھین، کبھی وہ ذات کے ساتھ ہوتی تھی، مثلاً ایک اونٹنی کے بدلے مین دو اونٹنیان دینا ہوتی تھین، کبھی سن کے ساتھ مثلاً بچھڑے کے بدلے مین اوس سے زیادہ سن کا جانور دینا پڑتا تھا، اب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اضافہ مدت کے مقابلے مین کیا جاتا تھا، اہلِ عرب کا یہی طریقہ تھا اور قرآن مجید نے اسی طریقہ کی ممانعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اور بھی واضح کر دیا کہ،

انما الربا فی النسیٔة،　　　سود صرف اودھار مین ہے،

خرید فروخت کے سامان مین نہین ہے،

؎ لیکن مین اس دلیل کو صحیح نہین سمجھتا، لغت مین، ربا کے معنی بے شبہہ زیادتی کے ہین، لیکن استعمال عام مین وہ ایک خاص اصطلاحی لفظ ہو گیا ہے، اس لیے اگر الف لام استغراق کا لیا جائے تو اس کے معنی یہ نہ ہونگے کہ کل زیادتیان حرام ہین، بلکہ صرف وہ تمام زیادتیان حرام ہونگی جن پر اصطلاحاً ربا کا لفظ بولا جاتا ہے،

اس تفصیل سے سود کی حقیقت واضح ہوگئی یعنی وہ اضافہ جو مدت کے مقابلے مین ہو،

اب صرف دوسرا سوال رہ گیا یعنی کن چیزون مین سود حرام ہے؟ کیا وہ ہر شے جو ایک مدت کے بعد اضافہ کے ساتھ ادا کیجائے، حرام و ممنوع ہے؟ یا اسکا تعلق کسی خاص چیز کیساتھ ہے؟ مجتہدین متفق اللفظ ہین کہ یہ آیت از قسم مجمل ہے، جس کے لیے وضاحت و بیان کی ضرورت ہے، لیکن یہ اجمال صرف ان اشیار کے اقسام مین ہے، نفس حقیقت مین نہین ہے، اس لیے انھون نے حدیث کی طرف رجوع کیا جو قرآن مجید کی بہترین تفسیر ہے، تو اُنکو ایک حدیث مین صرف چھ چیزین ملین یعنی سونا، چاندی، گیہون، جو، نمک اور کھجور اس لیے ان چیزون مین جو اضافہ مدت کے مقابلے مین ہوگا وہ آیت کے رو سے حرام قرار پائیگا، مثلاً جو شخص سو گنی اس شرط پر لے گا کہ وہ ایک مدت کے بعد ایکسو دس گنی ادا کریگا، اوسکی نسبت کہا جائیگا کہ اس نے سود دیا اور نہی شرع کا منکر ہوا،

اس اتفاق کے بعد ان مین یہ اختلاف پیدا ہوا کہ ان چھ چیزون کے علاوہ اور چیزین اصل اباحت پر رہینگی یا اس اصول سے زیادہ دقیق کوئی نظریہ اور بھی ہے؟ اہلِ ظاہر جنکے سرخیل داود ظاہری ہین، صرف انھی چھ چیزون تک سود کی حرمت کو محدود رکھتے ہین، اور ان کے علاوہ اور چیزون مین اضافہ بشرط مدت کو حلال سمجھتے ہین، لیکن اہل قیاس کہتے ہین کہ ان اشیار کی حرمت کسی علت پر مبنی ہے، اور اسی علت کی بنا پر اور مماثل اشیار کو ان چھ چیزون پر قیاس کیا جا سکتا ہے، لیکن انھون نے استنباطِ علت کے مختلف طریقے اختیار کئے ہین امام شافعی کے نزدیک ان اشیاء ستہ مین حرمتِ سود کی وجہ سونا چاندی مین نقدیت اور بقیہ چار چیزون مین غذائیت ہے، اس لیے ہر وہ چیز جس مین غذا کی صلاحیت ہو انھی کے حکم مین داخل ہے، امام مالک کہتے ہین کہ سونے چاندی کے علاوہ جن مین سود کی حرمت کی علت

نقدیت ہے، اور اشیا مین حرمت کی وجہ یہ ہے کہ انسان اُن پر اپنی معاش بسر کرتا ہے، اور اُن کو آیندہ کے لیے جمع رکھتا ہے، اس لیے ہر وہ چیز جو گذر اوقات کا ذریعہ اور جمع کرنے کے قابل ہو وہ ان کے حکم مین داخل ہوگی (امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ ان اشیا مین حرمتِ سود کی وجہ ناپ تول ہے، اس لئے جو چیز ناپ تول کر فروخت ہوگی اونکا بھی یہی حکم ہے، اس وقت ان اختلافات مین باہمی ترجیح و موازنہ کی ضرورت نہین، اس موقع پر ہمارے کام کی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام ائمہ نے سونے چاندی مین سود یعنی زیادتی بمقابلہ مدت کو ناجائز قرار دیا ہے اس لیے وہ اجماعاً حرام ہے،

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ بنک کا معاملہ جس مین ایکسو کو اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ ایک مدت مین ایکسو دس لیا جائیگا ربا النسیہ ہے، جو کتاب سنت اور اجماع سے حرام ہے، کیونکہ یہ ایک ایسی زیادتی ہے جو نقدین مین سے ایک مین بمقابلہ مدت کے ہے،

رہا آیت آل عمران مین دو ناسہ گنا کا معاملہ تو اوس کا مطلب یہ ہے کہ قرض پر کبھی کبھی جب بہت سی مدتین گذر جاتی ہین تو وہ دونا تگنا ہو جاتا ہے، خود شیخ عبد العزیز شاویش (جو سود کو جائز سمجھتے ہین) نے بیان کیا ہے کہ عرب مدت کے بدلے سن کا اضافہ کر دیتے تھے، مثلاً بنت المخاض (ایک خاص سن کی اونٹنی) کے بدلے بنت اللبون (اوس سے زیادہ سن کی اونٹنی) لیتے تھے، حالانکہ ان کے سن مین صرف ایک سال کا فرق ہوتا ہے، تو اس صورت مین دونا تگنا کہان ہے؟ البتہ کئی سال گذرنے کے بعد ایک بنت مخاض کے بدلے مین دو یا تین بنت مخاض دینا پڑیگا،

اس سے ثابت ہوا کہ جو سود بڑھکر دونا تگنا ہو جاتا ہے، وہ سود کی ایک جزئی صورت ہے، یہ نہین کہ صرف سود کی یہی جزئی صورت حرام کر دی گئی ہے،

اب ہم کو یہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ مدت کے مقابلہ مین یہ اضافہ کیون حرام کیا گیا؟ اور اسکی علت کیا ہے؟ ہمارے نزدیک کلیۃً سود غیر مفید چیز نہین، بہت سی صورتین ایسی ہین جن مین سود کا فائدہ علانیہ ظاہر ہے، انسان کی بہت سی ضرورتین اس سے پوری ہوتی ہین، اور وہ بہت سی مصیبتون سے نجات حاصل کر سکتا ہے، لیکن شریعت احکام شرعیہ مین طرف غالب کا لحاظ کرتی ہے، اگر اس مین نفع بجاے برائی پائی جاتی ہے تو اوسکو حرام کر دیتی ہے، ورنہ حلال، باانیہمہ وہ اُن جزئیات کو نظر انداز نہین کرتی، جن مین ضرورت نہایت دردانگیز منظر مین نمایان ہوتی ہے، اس لیے وہ ایک فرد کے لیے بقدر ضرورت اس حرام چیز کو بھی جائز کر دیتی ہے، خدا نے شراب اور جوئے کو حرام کیا، تو اسی کے ساتھ یہ بھی فرمادیا،

قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ	کہدو کہ ان دونون مین بڑا گناہ ہے
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ	لوگون کے لیے فوائد بھی ہین لیکن
وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا	اُن کا گناہ ان کے نفع
(بقرہ ۲۷)	سے زیادہ ہے،

تو خدا نے گناہ کے پہلو کو ترجیح دی، یہان تک کہ تھوڑے کو بھی جو زیادہ کے لیے محرک ہو جاتا ہے حرام کر دیا، اور اس عام حکم مین بعض اُن عادی شرابیون کی حالت کا لحاظ نہین کیا جنکو نشہ نہین آتا، کیونکہ احکام کی تشریع مین غالب پہلو کا لحاظ کیا جاتا ہے،

سود کا بھی یہی حال ہے، شارع کو نظر آیا کہ قوم کی مجموعی حالت کے لحاظ سے اوسکے نقصانات اوس کے فواید سے زیادہ ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام قومی سرمایہ صرف دولتمندون کے ہاتھ مین سمٹ کر آجاتا ہے، حالانکہ شارع کا منشا یہ ہے کہ دولت غریب

دامیر سب کے درمیان چلتی پھرتی رہے، یہی وجہ ہے کہ اُس نے کم وبیش ہر قسم کے سود کو کلیتہً ناجا[illegible]

ابھی چند دنون کی بات ہے کہ بنکون کی کثرت سے پہلے ہر کاشتکار، ہر تاجر اور ہر مزدور اپنی آمدنی پر قانع تھا اور وہ اوسکی ضروریات کے لیے کافی تھی، اس لیے ان مین کوئی بھی مقروض نہین ہوتا تھا، لیکن چالباز لوگون کے ذریعہ سے جب مصر مین یورپ سے مال و دولت کا سیلاب آیا اور تھوڑے بہت میعادی منافع کو لوگون کے سامنے قرض کا دروازہ کھولا گیا تو نتیجہ کیا ہوا؟ اشخاص کی دو قسمین ہوگئین، ایک تو زمیندار اور تاجر کو اپنی پہلی جائداد اور اپنا پہلا سرمایہ کم نظر آنے لگا، اس لیے اوس نے چاہا کہ وہ اس سے زیادہ سرمایہ اپنی جائداد و تجارت مین لگائے، اس لیے اس نے قرض لیا، ایسے لوگ تو اُن سے بہت ہی کم تھے جنھون نے ضرورت سے قرض لیا، اس طرح لوگون کے ہاتھون مین ایسا مال آیا جو خود اُنکا نہ تھا قدرتی طور پر اس نتیجے کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین، سامان تجارت اور اشیاء خوردنی کی قیمتین بڑھ گئین، ماہرینِ اقتصاد کو معلوم ہے، کہ دولت اُس فاضل حصّہ کا نام ہے جو آمدنی اور خرچ کے درمیان سے نکلتا ہے، مثلاً ایک شخص کی آمدنی دس روپیہ اور خرچ آٹھ روپیہ ہے تو وہ دولتمند ہے، لیکن ایک شخص کی آمدنی ایکہزار اور خرچ گیارہ سو کا ہے تو وہ مفلس ہے، اس وقت مصر اسی دوسری قسم کے دولتمندون مین شامل ہے، لیکن بنکون کے قیام سے پہلے، پہلی قسم مین داخل تھا، لوگون کی آمدنیان بڑھ گیئن ہین، لیکن جو کچھ وہ بنکون کو دیتے ہین وہ اس آمدنی سے زیادہ ہے، سالانہ دس ملین گنی بنکون کے سود مین ہمارے ہاتھون سے نکل جاتی ہے، اور اس سے ہم کچھ فائدہ نہین اٹھا سکتے مستند لوگون کا بیان ہے کہ مصر مین ہر زمیندار قرض سے گران بار ہے، فائدہ کے توقع پر سود لیتا ہے حالانکہ وہ فائدہ حاصل نہین ہوتا، مین خود ایک بڑے دولت مند شخص کو جانتا ہون جس نے گذشتہ سال ایکہزار گنی فیصدی ۲۰ کے حساب سے قرض لی تاکہ موسم گرما پیرس کے

باغات مین بسر کرے،

اس بات کی دلیل کہ موجودہ دولت ہماری دولت نہین ہے یہ ہے کہ اگر بنک سود نہ دین تو ہمارے تمام کام بند ہو جائین، تو کیا یہ دہم کا بیرحمانہ فیصلہ نہین ہے کہ ہم دولتمند ہین؟ حالانکہ ہم تباہ ہو رہے ہین،

اگر یہ قومی سرمایہ ہوتا تو ہم کہتے کہ قوم کی دولت ایک کی جیب سے نکل کر دوسرے کی جیب مین چلی جاتی ہے، لیکن یہ اغیار کا مال ہے، جو ہمارے ہاتھون مین صرف اتنے ہی دیر تک ٹھہرتا ہے کہ اپنے برابر دوسرا روپیہ ہم سے وصول کر کے چلتا پھرتا نظر آئے، لیکن اگر وہ اپنے جیسا روپیہ نہین پاتا تو جائدادون پر اپنا حق جتاتا ہے، یہان تک کہ وہ دن آنے والا ہے کہ ہماری جائداد منگنی کی ہوگی اور ہم اجرت پر مزدوری کرین گے،

شیخ اسماعیل خلیل کی تقریر

اہل عرب کے استعمال مین ربا، کا لفظ زیادتی کے سوا اور کسی معنی مین مستعمل نہین ہوتا، لیکن وہ لوگ اپنے معاملات مین اسکا استعمال ایک خاص قسم کے معاملے پر کرتے تھے، وہ یہ کہ قرض یا قرض کا کوئی حصّہ ایک مُدّت معینہ کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مدیون اسکو میعاد مقررہ پر معین زیادتی کے ساتھ واپس کریگا (اور یہ زیادتی اسی مدت معینہ کے مقابلہ مین ہوتی تھی،) چنانچہ مفسرین کے اقوال سے اسکی تائید ہوتی ہے[1]، عرب مین ربا الجاہلیتہ اسی کا نام تھا، لیکن اہل کتاب ربا، کا اطلاق اوس قرض پر کرتے تھے جو بشرط اضافہ دیا جاتا تھا جیسا کہ اس زمانے کے بنکون کا طریقہ ہے،

توراۃ نے بارہا اس طریقہ کی ممانعت کی ہے، چنانچہ اس مین متعدد جگہ آیا ہے کہ "سود پر

[1] تفسیر ابن جریر طبری سے متعدد روایتین نقل کی ہین، لیکن ہم نے انکو بغرض اختصار چھوڑ دیا ہے،

قرض نہ دو "

اس سے ثابت ہوا کہ عرب مین سود کا استعمال صرف قرض مین کیا جاتا تھا، کیونکہ مدیون یا مستقرض کو اس المال پر مدت معینہ کے مقابلے مین ایک مخصوص اضافہ کا دینا لازمی ہوتا تھا، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، مدت کو دوگنا تگنا کر کے وہ اضافہ بھی دونا تگنا کر لیا جائے، یا مدت کے بڑھانے کی ضرورت نہ پیش آئے اس لیے یہ اضافہ بھی دوگنا تگنا نہ ہو، ان دونون صورتون مین کوئی فرق نہین ہے، اگرچہ اکثر اس معاملے مین یہ ہوتا تھا کہ سود دونا تگنا بڑھ جاتا تھا کیونکہ مدیون یقیناً محتاج ہوتا تھا اور مدت معینہ کے آنے تک اسکی احتیاج باقی رہتی تھی یہی وجہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے (انما الربا فی النسیۃ) سود صرف اودھار مین ہے

رسول اللہ صلعم نے مکہ مین چودہ سال بسر کیے، اور اس حالت مین سود سے شارع نے کوئی تعرض نہین کیا، سود کے متعلق مکہ مین صرف ایک آیت اُتری ہے،

وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال | اور (یہ) جو تم سود دیتے ہو کہ لوگون کے مال مین
الناس فلا یربو عند اللہ الخ | اضافہ ہو تو خدا کے نزدیک وہ اضافہ نہین ہوتا،

لیکن اسکا مطلب جیسا کہ بعض مفسرین نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ دوسرونکو ہدیہ اس غرض سے نہ دیا جائے کہ وہ اسکا معاوضہ اضافے کے ساتھ کرین، لیکن جیسا کہ نیشاپوری نے لکھا ہے اور ابن قیم نے بھی اس کی تائید کی ہے، اس ربا سے وہی مراد ہے جو بعد کو مدنی آیات کے ذریعہ سے حرام کیا گیا اس لیے یہ آیت سورہ بقرہ کے اس آیت کی

یمحق اللہ الربا و یربی الصدقات | خدا سود کو گھٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے،

گویا تمہید ہے اس بنا پر سود بتدریج حرام کیا گیا جیسا کہ شراب کی حرمت کے احکام بتدریج

اس لحاظ سے کوئی شخص آل عمران کی آیت سے جس مین دونا تگنا سود لینے کی ممانعت ہے، استدلال نہین کر سکتا، کیونکہ سود کے متعلق احکام بتدریج نازل ہوئے ہین، اور سورہ بقرہ کی آیتین سورۂ آل عمران کی آیت کے بعد اتری ہین یہان تک کہ لبعض کے نزدیک وہ قرآن مجید کی سب سے آخری آیتین ہین،

مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ یہ مذہب جس نے سود خواری کی ممانعت کی ہے احسان و صدقہ کا حکم دیا ہے، صرف یہی نہین بلکہ خلفاء و سلاطین کو بیت المال کے قائم کرنے کی ہدایت کی ہے کہ اُس سے اُن لوگون کی ضرورتین مناسب مصلحت کیساتھ پوری کیجائین جو کھلم کھلا محتاج ہون، مین اس مختصر تقریر مین بیت المال کے فوائد نہین بیان کر سکتا، لیکن وہ رد و قدح سے بالاتر چیز ہے،

شیخ عبدالوہاب نجار کی تقریر

حضرات! مین آپ کو صرف ایک نصیحت کرتا ہون، وہ یہ کہ مین صرف سودی کاروبار ہی کو آپ کے لیے جائز نہین کرتا بلکہ یہ حکم دیتا ہون کہ آپ دونا تگنا سود کھائین، لیکن اس کا وقت کب آئیگا؟ اوس وقت جب دلون کی رحمت کا چشمہ خشک ہو جائیگا، اور وہ پتھر بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جائین گے، باہمی اعانت کے روابط بیکار ہو جائین گے، اور دلون سے دین کا اثر اوٹھ جائیگا، اور عام طور پر یہ اعتقاد پھیل جائیگا کہ مذہب ایک کھلونا ہے، اور شریعت کذب و دروغ ہے، قوم مین احسان کی صورت بگڑ جائیگی، لطف و محبت کے جذبات مین سختی آجائیگی، اور انسانیت کے جوڑ بند الگ الگ ہو جائین گے، جب ان تمام ذلیل حرکات کی تکمیل ہو جائے گی تو مین اونکو بلا ملامت و عتاب سود خواری کا حکم دونگا،

سود کی تعریف

سود اُس زیادتی کا نام ہے جو تبادلہ کی ایک ہی طرح کی دو چیزون مین دوسرے پر کیا جائے ان سودی اشیار مین باہم علمار کا اختلاف ہے، صرف چھ چیزین متفق علیہ ہین، اگر اس طریقہ پر اس طرح معاملہ ہو کہ ایک ہاتھ سے لیا اور دوسرے ہاتھ سے دیا جائے تو اسکو ربا رفضل کہتے ہین اور اسوقت اس سے بحث مقصود نہین، لیکن اگر یہ زیادتی مدت کے مقابلہ مین ہو تو یہ ربا نسیہ ہے، اور اس وقت اسی سے بحث ہی، بالخصوص وہ سود جو سونے چاندی سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کی دو صورتین ہین،

(۱) ایک تو یہ کہ ایک مدت کے وعدہ پر اس شرط کے ساتھ قرض لیا جائے کہ اختتام مدت پر ایک رقم معینہ زائد دیجائیگی، اب اگر مدت معینہ پر قرض مع سود ادا کر دیا گیا تو معاملہ چک گیا ورنہ سود اور اصل دونون باقی رہینگے، اور جس طرح سود پر پہلے قرض لیا گیا ہے، اوسی شرح سے دونون کا سود ادا کرنا پڑیگا،

(۲) دوسرے یہ کہ ایک شخص کا دوسرے پر قرض آتا ہو، تو جب مدت معینہ آجائے اور وہ قرض ادا نہ کرے تو یہ قرض دوگنا کر دیا جائے، اور اس کے مقابلہ مین مدت مین توسیع کر دیجائے پھر جب یہ دوسرے مدت بھی آجائے اور وہ قرض ادا نہ کر سکے تو اتنے ہی اضافہ اور کر دیا جائے اور اسی طرح برابر یہ سلسلہ قائم رہے،

اس وقت بنکون مین جو سودی کاروبار جاری ہے وہ پہلی قسم مین داخل ہے، اور اسلام سے پہلے عرب مین یہ دونون طریقے جاری تھے، یہود عرب ہی مین رہتے تھے اور وہ پہلے ہی طریقہ کے موافق سودی کاروبار کرتے تھے، اور خدا نے اسی سے اونکو منع کیا تھا،

واخذھم الربا وقد نھوا عنہ ان کے سود لینے سے حالانکہ وہ اس سے روک دئے گئے تھے،

"ربا" مین الف لام استغراق کا ہو یا جنس کا یا عہد کا، جو کچھ بھی ہو لیکن سود کی یہ دونون قسمین آیت کے رو سے حرام ہین کیونکہ بہرحال یہ دوناتگنا کر کے سود کا کھانا ہے۔

ہم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم لفظ سے استدلال کرتے ہین، ظاہری معنی سے آگے بڑھکر مغز سخن تک نہین پہنچتے، لیکن جو آتین اوپر گذرین جنکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے انفاق فی سبیل اللہ، اور غمخواری فقرار پر ثواب کی بشارت اور اس کے بعد سود خواری پر عذاب کی دھمکی دیگئی ہے، اسکو حرام کیا گیا ہی، اور نیز یہ کہ جو شخص سود لیتا ہے وہ خدا اور اوسکے رسول سے لڑائی مول لیتا ہے، لیکن اگر وہ اس گناہ سے باز آئے تو اوسکو راس المال بلا نقصان ملے گا، ان تمام باتون سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالی ہر قسم کے سود کو ناجائز کر رہا ہی کیا ایک مہربان ذات کے لیے یہ شایان ہی، کہ اُس نے اپنے محتاج بچون کو جو بائین ہاتھ سے دیا ہے اُس کو دہنے ہاتھ سے چھین لے، اور پہلے تو دولتمندون سے کہے کہ اپنے مال و دولت سے محتاجون کی غمخواری کرو، پھر دوسری مرتبہ اون کے کانون مین پھونک دے کہ اگر سود دوگنا تگنا نہ ہو تو ان محتاجون سے لے سکتے ہو؟

سود خواری پر عذاب

خداوند تعالی نے سود خوارون کے لیے پانچ سزاؤن کا ذکر کیا ہی،

(۱) تخبط، یتخبطہ الشیطان من المس،

(۲) محق یعنی دائمی طور پر گھٹاتے رہنا، یمحق اللہ الربا،

(۳) خدا اور رسول کے ساتھ جنگ فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ

(۴) کفر، وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین،

(۵) دوزخ مین ہمیشہ پڑے رہنا، ومن عاد فاولئك اصحاب النار هم فیها خالدون

احادیث مین جو وعیدین آئی ہین وہ ان پر مستزاد ہین، ایک حدیث مین ہے کہ سود کے

(۶۲) دروازے ہین، ان مین ادنی درجہ کا گویا اپنی مان کے ساتھ زنا کرنا ہے،

سود خواری کا جذبہ کن اخلاق سے پیدا ہوتا ہے؟

سود خواری ذلیل قسم کے اخلاق کا نتیجہ ہے، جن سے انسانیت برائت ظاہر کرتی ہے

اور دین اُنکو علحدہ پھینکدیتا ہے،

(۱) سود خوار سخت طماع ہوتا ہے اور اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، جاگتے سوتے ہر حالت

مین بلا معاوضہ ومحنت لوگون کے مال کی فکر مین لگا رہتا ہے، گویا مال ہی اُسکا خدا ہے جسکی

وہ پرستش کرتا ہے،

(۲) سود خوار نہایت خودغرض ہوتا ہے، اور اُسکا مقصد یہ ہے کہ لوگ بھوکے رہین تاکہ

اوسکا پیٹ بھرے، لوگ بدبخت ہون تاکہ وہ خوش نصیب ہو، لوگ محتاج ہون تاکہ وہ د[illegible]

(۳) سود خوار حاسد ہوتا ہے، اگر کسی کے پاس ایک درہم بھی ہو تو اوسکو بڑی چیز سمجھتا ہے ا[illegible]

اوسکو اپنے خزانہ مین شامل کرلینا چاہتا ہے،

(۴) سود خوار مخفی طور پر ہر شخص سے عداوت رکھتا ہے کیونکہ اوسکو معلوم ہے کہ اوس نے نوع ا[illegible]

پر ظلم کیا ہے،

(۵) سود خوار نہایت بزدل ہوتا ہے کیونکہ اوس مین شجاعت، مروت، اور اعانت کا جذ[illegible]

نہین ہوتا، اس لیے جہان کوئی تیا گھڑکا ال و دولت کے خوف سے اُسکا دل دھڑکنے لگا،

(۶) سود خوار نہایت کاہل ہوتا ہے اور کام کرنا پسند نہین کرتا، کیونکہ اوسکو معلوم ہے کہ بیٹھے بٹھائے

خود اُس کا مال ہی لوگون کے مال کا شکار کر رہا ہے، اس لیے نشاط و حرکت اوس سے رخصت

ہوجاتی ہین، اور وہ سوسائٹی مین اُن درختون اور جانورون کے مثل ہوجاتا ہے جو دوسرون

کے جسم سے پرورش پاتے ہین،

محتاج اور بنک

بنکون کے نزدیک ایک محتاج شخص کی کوئی حیثیت نہین ہے، اگر وہ ملائکہ کو گواہ

اور پیغمبرون کو سفارشی بنا کر لائے تو یہ بنک اوسکو ایک ڈبل بھی دینے والے نہین، اس لیے

وہ مجبوراً بوقت ضرورت کسی ارمنی یا یہودی سے ایک گنی دس قرش (ایک قرش ڈھائی آنہ

کا ہوتا ہے،) سود پر لیگا، اگر مہینہ مین نہ ادا کرسکا تو آیندہ مہینے مین یہ سود بھی اصل مال

مین شامل ہوجائیگا،

شاید کوئی یہ کہے کہ بنک کا سود ماہانہ نہین ہوتا بلکہ سالانہ ہوتا ہے، تو مین کہتا ہون کہ

سالانہ دس فیصدی سود کے حساب سے سو گنی اُرتالیس سال کے بعد نو ہزار اٹھانوے گنی ہو

جاتی ہے، جو سالانہ ایکسو اُناسی گنی پر تقسیم ہوتی ہے، تو کیا تم کو اب بھی یہ شبہہ ہے کہ یہ سود دو گنا

تگنا سو مین شامل نہین ہے؟

بیع اور سود کا فرق،

اگر کوئی یہ کہے کہ بیع وشرا مین بھی زیادتی حاصل ہوتی ہے، پھر سود کیون حرام کیا گیا؟

تو مین کہتا ہون کہ قرض مین کوئی شخص زیادتی بخوشی دینا پسند نہین کرتا، بخلاف بیع کے کہ یہ

معاملہ رضامندی کے ساتھ ہوتا ہے، اس لیے بائع ومشتری دونون خوش خوش اپنے گھر

جاتے ہین، یہی وجہ ہے کہ تاجرون مین جسقدر زیادہ مدت تک معاملہ ہوتا ہے اوتنی ہی ان

مین دوستی بڑھتی ہے، اور سودی کاروبار مین جسقدر مدت مین اضافہ ہوتا ہے، اُسی قدر بغض بھی

بڑھتا جاتا ہے،

مذہب اسلام چونکہ معاش و معاد دونون کا متکفل ہے، اور انسانی جماعت مین امیر و غریب اور ضعیف و قوی ہر قسم کے لوگ موجود ہین اور یہ سب کے سب جماعت انسانی کے اعضا و جوارح اور مصالح و انسانیت مین باہم ایک دوسرے کے شریک و سہیم ہین، اس لیے اسلام جیسے فیاض و نرم مذہب نے یہ پسند نہین کیا کہ ایک ہی شخص تمام مال و دولت کا مالک بن بیٹھے، اور اسکے دوسرے شرکا اس سے محروم رہین، کیونکہ اس سے باہم انتہا درجہ کی بے تعلقی پیدا ہو گی جسکا نتیجہ صرف تمدن کی تباہی کی صورت مین ظاہر ہوگا، اس بنا پر خداوند تعالیٰ نے صدقہ و زکوۃ کو فرض کیا جو دولتمندون سے لیکر غربا و فقرا کو دیا جاتا ہے، اگر غربا و امرا کو یہ سنہری زنجیر باہم مربوط نہ کرتی تو غربا امرا کے دشمن ہو جاتے، اور ایک عام بغاوت پھیل جاتی جو طبقہ امرا کا خاتمہ کر دیتی (جیسا کہ یورپ مین اشتراکیت کا نتیجہ ہو رہا ہے یا ہوگا؟) اس حیثیت سے زکوۃ ایک قسم کے نسبی تعلق کا نام ہے جو امیر و غریب کے درمیان پیدا ہو جاتا ہے، اور خود قرابت داراً تعلقات اسکی ہمسری نہین کر سکتے تم ایک ایسے بھائی کی تکلیفین دور کرتے ہو جسکو تمھاری مان نے جنا نہین ہے، اس لیے تم اسکو اپنے حقیقی بھائی پر ترجیح دیتے ہو، یہی شریفانہ مقصد تھا جس کے لیے خدا نے زکوٰۃ کو فرض اور سود کو حرام کیا،

مین کہتا ہون کہ جو مذہب صدقہ و زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے، اور ایک تنگدست مقروض کو مہلت دینے کو کہتا ہے، بلکہ خود اصل قرض کے معاف کرنے کی ترغیب دیتا ہے، سود کا معاملہ اسکی روح سے بالکل میل نہین کھاتا، ہم بتا چکے ہین کہ سود اخلاق ذمیمہ کا نتیجہ ہے، اور جو مذہب مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، وہ ایک ایسے ذلیل اخلاق مین پھیلاؤ نہین پیدا کر سکتا جو برائیون کا نچوڑ اور خلاصہ ہے،

ان تمام تقریرون سے جو اہم نتائج نکلتے ہین وہ حسب ذیل ہین،

(۱) قرآن مجید نے صرف سود در سود کو حرام نہین کیا، بلکہ اس کے رو سے ہر قسم کا سود حرام ہے،

(۲) سود کی شرعی تعریف یہ ہے "زیادتی بمقابلہ مدت" جو بنکون کے سود پر علانیہ صادق آتی ہے،

(۳) بنکون کا سود ربا النسیہ ہے، جو کتاب سنت اور اجماع سے حرام ہے،

(۴) یہودیون کا طریقہ سود خواری اہل عرب سے مختلف تھا، اور وہ بہت کچھ بنکون کے طریقہ پر سود لیتے تھے، اور قرآن مجید نے ان دونون قسم کے سود کو حرام کیا ہے،

(۵) بیت المال کے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ محتاجون کی اعانت کیجائے، اس لیے محتاج لوگ اس سے دستاویزی قرض جو سودی ہو بے تکلف لے سکتے ہین، زکوۃ کے مال سے بھی انکا قرض ادا کیا جا سکتا ہے،

(۶) سود خواری سے امرا و غربا مین بے تعلقی پیدا ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ تمدن کو جو نتیجہ ہے تعاون کا برباد کر دیتی ہے،

(۷) شرح سود کم ہو یا زیادہ وہ مطلقاً حرام ہے،

(۸) اگر بنکون کا سود جائز بھی قرار دیا جائے تو اس سے محتاجون کو کوئی فائدہ نہین پہنچ سکتا، وہ صرف بیت المال سے فائدہ اٹھا سکتے ہین،

(۹) بنکون کا سود بھی ایک طویل مدت مین بڑھ کر دوگنا تگنا ہو جاتا ہے اور فریق مخالف بھی اس قسم کے سود کی حرمت کو تسلیم کرتا ہے،

———*———

بحر ابیض متوسط اور ممالک اٹلی کی اسلامی فتوحات

(نوین صدی سے گیارہوین صدی تک)

از

مولوی ابوالحسنات صاحب ندوی رفیق دار المصنفین،

یورپ پر مسلمانون نے جس راستون سے حملہ کیا ان مین اندلس اور قسطنطنیہ کے رستے بہت مشہور ہین اور ان اطراف مین چونکہ متعدد صوبون تک مسلمان حکمرانی کرتے رہے اس لیے انکی مفصل تاریخین موجود ہین، لیکن ان کے علاوہ دو اور راستے ہین جن سے ہوکر مسلمان یورپ مین داخل ہوئے اور انھون نے کچھ دنون تک ان اطراف مین حکومت کی، روس کیجانب سے وہ تاتاری قبائل جو تیسری اور چوتھی صدی ہجری مین اسلام لاچکے تھے یورپ مین داخل ہوئے، اور اسی تیسری اور چوتھی صدی ہجری مین جنوبی یورپ یعنی جزائر بحر ابیض متوسط اور اٹلی کی راہ سے افریقیہ کے عرب قبائل ان اطراف کو فتح کر لینے اور یورپ مین داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے، آئندہ صفحات مین ہم اسی آخر الذکر جد وجہد کی تفصیلات کو لکھنا چاہتے ہین، جنوبی یورپ کے مقبوضہ ممالک اگرچہ زیادہ دنون تک مسلمانون کے قبضہ مین نہ رہ سکے تاہم اسی مختصر زمانہ کے اسلامی تسلط نے ان ممالک کے تمدن، علوم وفنون اور صنعت وتجارت پر نمایان اثر ڈالا، اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یورپ کی موجودہ ترقیون کی ابتدائی لہر مسلمانون کے ساتھ یورپین اقوام کے اسی تصادم سے پیدا ہوئی، ہم سلسلۂ بیان مین اسی تصادم اور اس کے اثرات ونتائج کی بھی تشریح وتوضیح کرینگے،

آٹھوین صدی عیسوی کے ختم ہوتے ہوتے سنہ ۱۸۴ھ مین اغلبی خاندان کی وسیع، آزاد اور خود مختار حکومت تمام افریقیہ مین قائم ہوئی جسکا پایۂ تخت قیروان تھا، یہ خلیفہ ہارون الرشید کا عہدِ خلافت تھا، خودمختاری کے بعد بھی بنو الاغلب وہان خلیفۂ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے، لیکن اس خود مختاری وآزادی کے بہت پہلے سے ان ممالک (تونس، الجزائر، طرابلس) مین انکا نفوذ و اقتدار قائم ہوچکا تھا، انھون نے بری فتوحات کے علاوہ بحری فتوحات کا سلسلہ بھی شروع کردیا تھا، چنانچہ انکی کشتیان بحر متوسط ابیض کے سواحل ایطالیہ، سواحلِ مملکت فرانس، جزائر کارسیکو، سسلی، اور سارڈینیا پر چھاپے مارتی تھین، فرنگی مورخون نے جزائر متوسط پر عربون کے حملون کے بیان کرنے مین بیحد مبالغہ سے کام لیا ہے، اور ان حملون کے زمانہ کی تعیین مین انکے بیانات بہت مختلف ومضطرب ہین، مورخینِ اسلام بیان کرتے ہین کہ بنو الاغلب کے افریقیہ مین اپنا اثر واقتدار قائم کرنے سے پہلے عربون نے سنہ ۱ء، پھر سنہ ۱۳ء اور پھر سنہ ۲۶ء مین جزیرۂ کارسیکو پر سنہ ۲۲ء اور سنہ ۳۹ء مین جزیرہ سارڈینیا پر اور سنہ ۲۰ء، پھر سنہ ۲۴ء، پھر سنہ ۴۳ء، پھر سنہ ۴۴ء اور پھر سنہ ۷۶ء مین جزیرۂ سسلی پر حملے کیے، اس کے بعد انھون نے جزائرِ لارنس اور مالٹا پر چھاپا مارا اور اسی سلسلہ مین جب عرب جزیرۂ بلیارہ، کارسیکو، اور سارڈینیا پر حملہ آور ہوئے تو یونانی حکومت نے انکو بے یار ومددگار چھوڑ کر علیحدگی اور خموشی اختیار کرلی، یہ دیکھ کر رومۃ المدائن کے بطرک اعظم نے شاہان فرنگ سے استمداد کی اور یہ خواہش کی کہ ان مین سے کوئی ان جزائر کو اپنی حمایت وحفاظت مین لے لے، چنانچہ اس خواہش کے مطابق شاہ فرانس نے چند کشتیان عربون کے حملہ سے انکی حفاظت کے لیے بھیجدین، عربون نے اس وقت تو ہنگامی طور پر خاموشی اختیار

---

[1] اس مضمون مین موسیو سیدیو کی تاریخ العرب، مسٹر اسکاٹ کی اخبار اندلس، اور الہلال مصر کے ایک مضمون سے جوانھی فتوحاتِ عرب پر ہے مدد لیگئی ہے،

کرلی، لیکن شاہ فرانس کی موت کے بعد جو ۸۱۴ء میں واقع ہوئی ان جزائر پر حملے شروع کر دیے، انہی حملون پر آٹھوین صدی عیسوی کا خاتمہ ہوا، مگر اس وقت تک ان اطراف و جزائر مین سے کہین بھی حملہ آور عربونکی مستقل حکومت نہین قائم ہوئی، البتہ انکی وجہ سے عربون کے تعلقات ان ممالک کے ساتھ پہلے سے زیادہ وسیع اور زیادہ مستحکم ہو گئے، اور سب سے زیادہ یہ کہ روز بروز ان ممالک مین اپنی حکومت کے قائم کرنے کا خیال ان مین پیدا ہو گیا، چنانچہ زیادۃ اللہ اغلبی نے سب سے پہلے جزیرۂ سسلی کو فتح کرنے کی طرح ڈالی، جزیرۂ سسلی کو فتح کے لیے اغلبیون کے اقدام کا جو سبب یورپین مؤرخین بیان کرتے ہین اس پر تفصیلی رد و قدح کا یہ موقع نہین، ہان اجمالاً یہ کہے بغیر نہین رہا جا سکتا کہ محض ایک رومی سردار لشکر بوفیموس کا واقعہ[1] اگرچہ وہ صحیح بھی ہو، تاہم اغلبیون کے قبضۂ سسلی کا بنیادی سبب نہین ہو سکتا، جزیرۂ سسلی کو فتح کرنے کا تخیل مسلمانون مین اغلبی عہدِ حکومت ہی مین نہین پیدا ہوا تھا، بلکہ اس زمانہ کے بہت پہلے سے وہ اسکی طرف متوجہ تھے، چنانچہ حضرت معاویہ کے عہد امارت شام ۴۶ھ مین عربون نے سسلی پر حملہ کیا اور شہر سراکوسہ سے کثیر مقدار مین مال غنیمت حاصل کیا تھا، پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر فاتح اندلس موسی بن نصیر نے اپنے لڑکے عبد اللہ کو کشتیان دے کر جزائر بحر متوسط پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ عبد اللہ نے بھی جزیرۂ سارڈینیا اور سسلی وغیرہ پر حملے کیے، اس کے بعد ان جزائر پر عربون کے اور حملے بھی ہوتے رہے، اور واقعہ یہ ہے کہ انھی

[1] سسلی کے حاکم نے بوفیموس کو گالی دی اس غصہ مین بوفیموس نے اسکو اسکے مقبوضات سے بیدخل کر دیا، حاکم سسلی نے ایک دوسرے سردار فوج کی مدد سے پھر اپنے مقبوضات کو واپس لیا، بوفیموس اس ناکامی کے بعد زیادۃ اللہ اغلبی کے پاس گیا اور اسکو سسلی پر حملہ آور ہونیکی ترغیب دی ایک دوسرے بیان مین یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ بوفیموس کو ایک راہبۂ دیر سے محبت ہو گئی اور اس نے اسکو بجبر دیر سے باہر نکال کر اس سے شادی کر لی اسکی شکایت شاہ قسطنطنیہ سے کی گئی اس نے سزا مین بوفیموس کی ناک کاٹ لینے کا حکم دیا، بوفیموس نے اس سزا سے بچنے کے لیے سسلی مین بغاوت کرا دی لیکن اس مین جب اسکو ناکامی نظر آئی تو اسنے زیادۃ اللہ اغلبی کو سسلی پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی،

حملون نے ان کے دلون مین انکو مستقل طور پر فتح کر لینے کی خواہش پیدا کی یہان تک کہ نوین صدی عیسوی کے آغاز مین اغلبی حکومت نے اس مہم کو سر کر لیا،

۲۱۲ھ مین زیادۃ اللہ جانشین ابراہیم ابن الاغلب نے قاضی اسد تونسی مؤلف الاسدیہ کے قیادۃ مین سسلی کو ایک لشکر روانہ کیا، یہ لشکر بندرگاہ سوس سے روانہ ہو کر سسلی کی بندرگاہ مزارہ مین اُترا اور حملہ آور ہوا، ابھی وہان فتوحات کی ابتدا ہی ہوئی تھی کہ سر عسکر قاضی اسد نے اس دنیا سے دار آخرت کو رحلت کی، اس حادثہ کی وجہ سے فوج بیدل ہو گئی اور اپنے ملک (افریقیہ) کو واپس آنا چاہتی تھی، لیکن اسکو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یونانی کشتیان رستہ روکے سامنے کھڑی ہین، یہ دیکھکر مسلمانون نے اپنی کشتیون کو خود آگ لگا دی اور قسم کھائی کہ یا تو سسلی کو فتح کر کے رہین گے یا لڑکر اپنی جانین دے دینگے، مرحوم امیر العسکر قاضی اسد نے بندرگاہ مزارہ پر اطمینان بخش قبضہ و تسلط کے بعد سسلی کے سب سے زیادہ مشہور اور اہم بندرگاہ سراکوسہ پر حملہ کیا تھا، فوج اس شہر کا محاصرہ کر چکی تھی کہ امیر العسکر کے انتقال اور اسکی وجہ سے فوج کے عزم رجعت، لیکن راہ مین یونانی کشتیون کی موجودگی جزیرہ کو فتح کر لینے کیلئے پُر جوش عزم و ارادہ کے واقعات پیش آئے، عربی فوج نے قاضی اسد کے بعد بطور خود محمد بن الجوہری نام ایک سردار کو اپنا سپہ سالار منتخب کر لیا، اور اوسکی قیادت مین سراکوسہ کا محاصرہ جاری رکھا، لیکن خود مرکزِ حکومت افریقیہ مین بعض اندرونی پیچیدگیون کے پیدا ہو جانیکی وجہ سے سراکوسہ کا محاصرہ زیادہ دنون تک جاری نہ رہ سکا، وہ پیچیدگی یہ تھی کہ توسکانی جماعت نے اغلبی حکومت کے خلاف جنگی کارروائی شروع کر دی تھی، اور توسکانی موقع پا کر قیروان تک پہنچ گئے تھے، زیادۃ اللہ ادھر متوجہ تھا اس لیے وہ سسلی کی مہم کی مدد کے لیے مزید لشکر نہ بھیج سکا ادھر یونانی حکومت نے جزیرہ کی مدد کے لیے مزید لشکر بھیجے، اس لیے محاصر عربی فوج کو ناچار محاصرہ اٹھا کر پیچھے ہٹ آنا پڑا، لیکن بہادر عربون نے دریا مین ایک قدم پیچھے ہٹایا تو خشکی پر دو قدم آگے

بڑھایا، یعنی انھون نے مزارہ سے آگے بڑھ کر مینو اور اسکے بعد کاستروجیوفانی پر حملہ کیا، مینو پر انکا قبضہ مکمل ہوگیا تھا، مینو کی جنگ مین، رومی سردار فوج جنرل تھیوڈوٹس شہر پناہ کی دیوار کے نیچے عربون کے آبِ شمشیر سے سیراب ہوا، کاستروجیوفانی کا انھون نے سخت محاصرہ کیا، شہر کو خندق سے گھیر دیا، اور آس پاس کے تمام شہرون سے اس کے تعلقات کے ذرائع منقطع کردیئے، اسی سلسلہ مین گلولیہ کا مضبوط و مستحکم قلعہ بھی عربون نے بزورِ شمشیر فتح کرلیا تھا، ان فتوحات کے سلسلہ مین سنہ ۸۳۱ء کے ختم ہوتے ہوتے تک مینو اور مزارہ کے بعد شہر جرجنتی اور پالرمہ بھی انکے قبضہ مین آگیے،

سواحل بحرِ روم مین پالرمہ سے زیادہ مشہور اور کوئی شہر نہ تھا، نائز، کارتھیج، ایتھنز، روم اور قسطنطنیہ نے اپنے اپنے عہدِ ترقی مین یکے بعد دیگرے اسکی تجارتی حیثیت کو ترقی و وسعت دی تھی؛ قدرتی و طبعی مناظر کے علاوہ گرد و پیش کی زمین کی سرسبزی و شادابی مین، دور دراز ممالک سے رسل و رسائل کی آسانی مین، قدیم زمانہ سے متعدد قومون کے لیے تجارت کی منڈی ہونے مین اور خود بندرگاہ کی وسعت و مضبوطی مین پالرمہ وہ شہر تھا کہ اگر زمانۂ قدیم و قرونِ متوسط کے تمام تجارتی شہرون پر اسکو فوقیت دیجاتی تو بالکل بجا تھا، اس پالرمہ پر عربونکا قبضہ بالکل ایک اتفاقی واقعہ کے انداز سے ہوا، عرب سردار فوج اصبغ ابن وکیل کے لشکر کا ایک دستہ ناگہانی طور پر آکر ادھر خیمہ زن ہوگیا، اس دستہ نے پالرمہ کا محاصرہ کرلیا، محاصرہ نے سال بھر تک طول پکڑا، عربون نے اپنی غیر مستقل مزاجی کے برخلاف اس محاصرہ مین ایسے استقلال سے کام لیا جس کی نظیر انکی تاریخ مین بہت کم ملتی ہے، انکو اس استقلال کا صلہ فتح و کامیابی کی صورت مین ملا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فوج کی پالرمہ کی طرف آمد اور انکا محاصرہ کرنا سپہ سالار فوج اصبغ بن وکیل کی اطلاع کے بغیر ان فتوحات کی ذریعہ سے تقریبًا نصف جزیرہ سسلی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا، سنہ [illegible]ء مطابق سنہ ۲۱۵ھ مین زیادۃ اللہ اپنے ملک کی اندرونی پیچیدگیون کو

حل کرچکا تھا اور وہ حملہ آور توسکانی جماعت کی پیدا کی ہوئی مشکلات سے جب کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوچکا تو پھر جزائر بحرابیض متوسط کی فتوحات کی طرف متوجہ ہوا، اور محمد بن الاغلب کے زیرِ قیادت تین سو کشتیان وہان روانہ کین، سنہ ۸۳۶ء مین یونانی شہنشاہِ قسطنطنیہ نے اہل جزیرہ کی مدد کے لیے ایک تازہ دم لشکر بھیجا، جسکو عربون نے شہر قصریانی[1] کے قریب کامل ہزیمت دی، مگر اس فوج کی ہزیمت کے باوجود اہل شہر انکا مقابلہ کرتے رہے، لیکن اس کے علاوہ دیگر جہاتِ جزیرہ مین عربونکی پیشقدمی برابر جاری رہی اور سنہ ۸۵۰ء تک جزیرہ کے دو تہائی علاقے عربون کے قبضہ مین آچکے تھے، عربون نے وہان اغلبی حکومت کے نام کے سکے بھی جاری کردئے جو وہین کے مالِ غنیمت کی چاندی سے ڈھالے گیے تھے، سنہ ۸۵۹ء تک قصریانی بھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا اور اسکو وہان کے لوگون نے از خود حملہ آورون کے حوالہ کردیا تھا، اسی زمانہ کے پس و پیش مین عربون نے نوتو اور طاردمینا پر بھی قبضہ کرلیا اور اب سراکوسہ کے سوا تمام بڑے بڑے شہر اور اہم مقامات مسلمانون کے قبضہ مین تھے،

سنہ ۸۷۵ء مطابق سنہ ۲۶۱ھ مین ابراہیم بن احمد اغلبی قیروان مین سریرآرائے حکومت ہوا، یہ نہایت ہوشمند و صاحب تدبیر حکمران تھا اسکی تخت نشینی تک بحرابیض متوسط کے کثیر جزایر کے علاوہ خود جزیرہ سسلی کے تمام ساحلی و اندرونی مقامات فتح ہوچکے تھے، پورے جزیرہ مین صرف سراکوسہ اور اسکے مضافات کا علاقہ باقی رہگیا تھا، لیکن یہی مقام سب سے زیادہ اہم تھا اب تک کئی مرتبہ عربون نے اسکو فتح کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہے، ابراہیم بن احمد جب تخت نشین ہوا تو اس نے فتحِ سراکوسہ کے امتیاز سے اپنے عہدِ حکومت کو ممتاز کرنا چاہا چنانچہ اس نے جنگی کشتیان جو نہایت

[1] غالبًا قصریانی اور کستروجیوفانی دونون ایک شہر ہے خالص عربی تلفظ مین پہلا نام ہے اور جن مورخون نے کسی یورپین زبان سے اس کے نام کو لیا وہ کستروجیوفانی لکھتے ہین

مضبوط و مستحکم بھی مہیا کین، وافر آلاتِ جنگ، انہدام قلعہ، اور محاصرہ و فتح کے لیے تمام ضروری سر و سامان جمع کیے، غرض پوری تیاری کے بعد جعفر بن محمد امیر سسلی کی ایک روایت کے مطابق خود اسکی قیادت مین فوج روانہ ہوئی اور اس نے شہر سراکوسہ کا محاصرہ کیا، شاہ قسطنطنیہ نے بھی اہل جزیرہ کی مدد اور عربون کے محاصرہ سے انکو نجات دلانے کے لیے فوج روانہ کی تھی لیکن وہ اپنی کمزوری اور عربون کی قوت دیکھکر واپس چلی گئی[1]، اب سسلی والے تنہا رہ گیے، انھون نے اپنی حفاظت و مدافعتِ وطن کے لیے سرگرم کوششین کین لیکن عربون کی قوت ناقابلِ شکست تھی، اس زمانہ سے قریب پچاس برس پہلے جب عربون نے سراکوسہ کا محاصرہ کیا تھا تو اس وقت اندرونِ ملک کے تمام بری راستے اہل سسلی کے ہاتھ مین تھے، اور ان راستون سے انکو کافی ذخیرہ خوراک ملتا رہتا تھا، لیکن اس مدت کے انقلابات اور اندرونِ ملک کی عربی فتوحات نے اب نقشہ بالکل بدل دیا تھا، اندرونِ ملک کے تمام اطراف و جہات عربون کے قبضہ مین تھے اور محصورین کو کہین باہر سے خوراک کے لیے غلہ وغیرہ نہین ملتا تھا، اس لیے ان مین سخت پریشانی پھیل گئی، اشیائے خوردنی کے معدوم ہونے کی وجہ سے لوگون نے مردون کے گوشت ابالی ہوئی ہڈیان اور چمڑے کھائے، اور اس مصیبت نے ایک اور مصیبت یہ پیدا کر دی کہ ان مین وبائی امراض پھوٹ پڑے، یہ تو اندرونی مصیبت تھی، بیرونی مصیبت عربونکی شدید سنگباری اور تیر افگنی تھی اس لیے محصورین نے حصار سے باہر آکر قسمت آزمائی اور عربون سے رو در رو اور دست بدست جنگ کی جس مین عربی فوج غالب و فاتح رہی، اس فتح کے بعد پورے جزیرہ پر عربون کا

[1] لیکن مسٹر اسکاٹ اپنی کتاب اخبار الاندلس مین لکھتے ہین،

جو بیڑہ بادشاہ قسطنطنیہ نے سراکوسہ کے محصورین کی مدد کیلئے بھیجا تھا اسکو مسلمانون نے آگے بڑھکر روکا، وہ شہر کے قریب بھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ ڈبا کر ڈالا گیا، اسوقت مسلمان تمام بحیرہ روم پر قابض تھے اس لیے اسکا امکان ہی نہ تھا کہ کوئی بیڑہ آگے بڑھ سکتا،

قبضہ مکمل ہو گیا،

پالرمہ اور سراکوسہ کی جنگون مین عربون نے دشمن کے قلعہ اور شہر مین آگ لگانے کے لیے آگ[1] بھی استعمال کی ہے، چنانچہ پیرس کے ایک کتبخانہ مین کچھ قلمی مسودے ہین جن مین تصویرین بھی ہین انھی مین عربون کو آگ سے کام لیتے ہوئے دکھایا گیا ہے، اسی سراکوسہ کی جنگ مین عربون نے ایک خاص قسم کی منجنیق بھی ایجاد کی جسکی نظیر اس سے پہلے کبھی نہین پائی گئی تھی، اس زمانہ تک جو منجنیقین ہوتی تھین ان مین سے بھاری بھاری پتھر ٹیڑھے یعنی پہلے فضا مین کچھ اونچے جا کر نیچے گرتے تھے، اس کجی کی وجہ سے انکا زور کم ہو جاتا تھا اور جب دیوار پر پتھر گرتا تھا اسکو صرف اس کے بوجھ سے صدمہ پہنچتا تھا سرعت رفتار کا زور اس کے سیدھے اور ٹیڑھے ہونے مین ختم ہو جاتا تھا، لیکن عربون نے یہ خرابی دور کر دی اور اسی زمانہ مین ایسی منجنیقین تیار کین جنکے پتھر بخطِ مستقیم جا کر دیوار کو نقصان پہنچاتے تھے، اس صورت مین سرعتِ رفتار اور پتھر کا بوجھ دونون ملکر اکثر و بیشتر مضبوط سے مضبوط دیوارونکو بھی توڑ دیتے تھے،

یہانتک تو بحر ابیض متوسط کے جزائر کی فتوحات کا تذکرہ تھا، اب عربی فتوحات کا سیلاب آگے بڑھکر سواحلِ اطالیہ سے ٹکراتا ہوا ملک کے اندرونی حصہ مین پھیلتا ہے، لیکن اس سے پہلے کہ ہم ان کی تفصیلات لکھین سب سے پہلے اس وقت مین اٹلی کے سیاسی حالات کا ذکر ضروری ہی،

[1] عربی مین اس موقع پر "النار الیونانیۃ" کا لفظ ہے ٹھیک معلوم نہین کہ اس نار یونانی سے مراد کیا ہے، قدیم زمانہ مین آتش زنی کے مختلف آلات رہے ہین ایک چیز "قارورہ" نام ہوتی تھی جسمین غالباً باروت یا اسی قسم کی کوئی اور زود مشتعل چیز بھر کر دشمنون کی طرف پھینکتے تھے مولینا نظامی سکندر نامہ مین فرماتے ہین:

زنفار در تو دنا پخ و بید برگ قوارہ قوارہ شدہ درع و ترک

لیکن یہان قیاس غالب یہ ہو کہ اس نار یونانی سے روغن نفت مراد ہو کیونکہ یہ روغن اکثر استعمال کیا جاتا تھا گو ہم عربون نے آگ کو ہتھیار کے ...

[2] المنار مصر نمبر ۲ جلد ۷ نومبر ۱۹۰۴ء

معروف و مشہور فرمان روا شاہ شار لمان کی موت سے صرف یہی نہیں ہوا کہ رومانی کنیسہ کا ایک زبردست حامی جاتا رہا بلکہ اسکی وجہ سے وسطِ یورپ کی ایک وسیع و متحد حکومت چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین منقسم ہوگئی، اس زبردست شاہنشاہ نے جس وسیع حکومت کے تمام اجزا کو اپنی طاقتِ فرزانگی سے متحد کر رکھا تھا، اسکے بعد اسکا جانشین ڈبونیری اس اتحاد کو قائم نہ رکھ سکا جسکا نتیجہ اسکی سلطنت کے تین بڑے حصّے ہوگیے، جرمنی و سیکزنی، فرانس اور اٹلی مع بعض حصص فرانس، جرمنی مین شارلمان کا خاندان حکمران رہا اور اسکے بیٹے کے بعد اسکا پوتا لوئس تخت پر بیٹھا، لیکن فرانس اور اٹلی مین امرا کی حکومت قائم ہوگئی اور تمام حصصِ ملک مین بہت سے چھوٹے چھوٹے سردار حکمرانی کرنے لگے، اٹلی کے بعض شہر مثلاً نیپلس، امالفی اور جائیٹہ مین جمہوری قسم کی حکومتین تھین، اٹلی کے لومبارڈی اُمرا طاقتور تھے، جنکا پوپ سے ہمیشہ اختلاف رہا کرتا تھا، یہ امرائے لومبارڈ اس کوشش مین رہتے تھے کہ مذکورۂ بالا جمہوریتونکو اپنا تابع فرمان بنالین اور اسی خیال کی بنا پر وہ ہمیشہ ان سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے، نیپلس کے لوگون نے انکے شر سے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے لیے اپنی طاقت کو ناکافی پاکر سسلی کے حکمران عربون سے جنکی طاقت اس وقت عالمِ شباب مین تھی، دوسرون کے مقابلہ مین امداد و اعانت کے لیے پچاس برس کا باہمی معاہدہ کرلیا۔

چنانچہ جب سپہ سالار سیکار دوس کی قیادت مین لومبارڈی امرا نے نیپلس کے خلاف فوج روانہ کی اور اس فوج نے نیپلس کا محاصرہ کرلیا تو شرائط معاہدہ کے مطابق سسلی کے امیر ابو الاغلب نے انکی امداد کے لیے اپنی فوج بھیجی اور اس نے جاکر انکو اس مصیبت سے نجات دلائی،

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سواحلِ اٹلی پر غیر مستقل حملے کرنے کے لیے عربون نے سسلی کی تکمیلِ فتح کا انتظار نہین کیا، البتہ انکا مستقل فاتحانہ اقدام سسلی کے اہم مقامات پر قابض ہو چکنے کے بعد وجود پذیر ہوا، انھون نے سب سے پہلے سواحلِ اٹلی کے قریب کے دو جزیرون پنزا اور

اوراِلیشا پر حملہ کیا، مسینا پر قابض ہو چکنے کے بعد جبال مسینا اور آبنائے مسینا سے گذر کر ولایت مانیا گریشیا کو گھیر لیا، اپولیا اور کالابریا پر قبضہ کرلیا ملکہ جبو لیتو سے جنگ کی، انکونا پر حملہ کیا اور فینیغنتم کو لے لیا، انھون نے اقلیم اپولیا مین حکومت یونان اور اس کے بعد امرائے لومبارڈیہ سے جنگ کی اور ۸۳۹ء مین پہلے مشرقی اٹلی کے شہر برنڈزی پھر ۸۴۰ء مین تارنتم اور اس کے بعد شہر باری پر قبضہ کرلیا، نیز بحر ایڈریاٹک کی ایک ایسی بندرگاہ ان کے قبضہ مین آگئی جہان سے دلماسیا اور مشرقی اٹلی کے تمام سواحل پر حملہ آور ہونا ان کے لیے آسان ہوگیا جس زمانہ مین انھون نے بنیوان مین لومبارڈیہ کے خلاف جنگ کی ہے اس وقت ایک مشہور دیر جبل قسین نام پر بھی انھون نے قبضہ کیا یہان بیشمار دولت ان کے ہاتھ آئی، ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ مسینا سے آگے بڑھکر جب اندرون اٹلی مین عربون نے قدم رکھا ہے تو وہ سب سے پہلے مشرقی اٹلی کی فتوحات کی طرف متوجہ ہوئے،

۸۴۲ء کے بعد انھون نے نیپلس کے متصل میسینیوم نام ایک مقام پر قبضہ کیا اور جائیٹہ اور امالفی پر سخت حملے کیے جسکا مقابلہ وہان کے لوگون نے شاندار جوانمردی کے ساتھ کیا، عربون نے شہر کالبو کو لوٹ کر اس مین آگ لگادی، کاریلیانو کے علاقہ مین انھون نے اپنی ایک نوآبادی قائم کی، اپنی حفاظت اور جنگی ضروریات کے لیے قلعہ بھی تیار کیا، اس کے بعد عربون نے نہر تبر سے گذر کر ملک کے اندرونی حصون مین گھس آنا چاہا یہ دیکھ کر پوپ نے استیہ کے لوگون کو حکم دیا کہ وہ وہان کے شہر پناہ اور حصار کو بلند کرین، عربون نے مضافاتِ شہر روما کے دو مشہور کنیسون (کنیسہ ماری بولص اور کنیسہ ماری بطرس) کو اپنے قبضہ مین کرلیا، کنیسہ ماری بطرس کے مالِ غنیمت مین انھون نے چاندی کا ایک تابوت بھی پایا تھا، ان اطراف ملک مین وہ ہر چہار طرف چھاپے مارتے اور حملے کرتے رہے یہان تک کہ ایکمرتبہ وہان کے لوگون نے

متحد ہوکر ان کے خلاف جنگ کی جس مین عربونکو شکست ہوئی، اس شکست مین عربونکی ایک جماعت دریا کے راستہ سے بچکر نکل آئی، ایک کثیر جماعت وہین مقتول ہوئی، اور کچھ لوگ ایک محفوظ و مستحکم مقام مین پناہ گزین ہوئے جن سے کچھ دنون کے بعد اہالیِ ملک کی صلح ہوگئی، ان پناہ گزین عربون نے بالآخر وہین توطن اختیار کرلیا چنانچہ آج تک رومہ سے چالیس کیلومیٹر کی راہ پر ایک آبادی ہے جسکا نام ساراز ینیسکو ہے اور یہ معلوم ہے کہ ساراد "مسلم" کا ترجمہ ہے، عربون نے جب مذکورۂ بالا دو کنیسون پر فتح پائی تھی تو اسی زمانہ مین انھون نے سولیطا اور ریکشیا کے استحکامات کو بھی منہدم کر دیا تھا، اور اسی کے بعد پھر اقلیم اٹلی پر سنہ[illegible] مین حملہ کرنا چاہا چنانچہ اس قصد سے جب وہ آگے بڑھے تو انھون نے دیکھا کہ نہر تبر مین لوہے کی بھاری زنجیرین پڑی ہین اور آس پاس کی تمام آبادیان پوپ لیون چہارم کی قیادت مین مسلح آمادۂ جنگ ہین یہ دیکھکر وہ مقام جار جلیانو کی طرف چلے گیے،

تقریباً تیس چالیس برس تک اٹلی کا جنوبی و مشرقی حصۂ ملک اور رومہ اور اسکے گرد پیش کے مقامات عربونکی قوت و صولت کی جولانگاہ رہے، اس وقت خود مرکز علیسائیت رومہ کے بار بار خطرہ مین آجانے کے سبب سے شاہ اٹلی لوئز دوم کو غیرت آئی اور اس نے بہت کچھ اسباب و سامانِ جنگ مہیا کرنے کے بعد نصاری کی حمایت اور ان اطراف سے عربونکے اخراج کا مصمم قصد کیا چنانچہ سب سے پہلے سنہ ۸۶۶ء مین اقلیم اپولیا کے مضافاتِ شہر لوشیرہ مین اس نے عربون سے جنگ کی اور وہان ان پر غالب آیا، اس کے بعد وہ مسلسل تین برس تک ان سے جنگ آزما رہا، یہانتک کہ سنہ ۸۷۰ء مین اس نے عربون کے قبضہ سے شہر باری کو نکال لیا، اس کے یونانی حکومت سے اس نے اپنی امداد کی خواہش کی اور پھر برابر عربون سے لڑتا رہا یہانتک کہ اس نے مشرقی اٹلی مین شہر نارنٹم کے سوا

کوئی دوسرا شہر عربون کے قبضہ مین نہ چھوڑا،

مشرقی اٹلی سے نکلنے کے بعد عربون نے شہر نیپلیس، امالفی اور سالرنو کے ساتھ مصالحانہ معاہدہ کیا اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد پھر رومانی کنیسۂ کبری کے ممالک کی طرف توجہ کی اور سنہ[illegible] کے قریب انھون نے پوپ حنا کو اس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی دھمکی دی، یہ دھمکی الفاظ ہی تک محدود نہ رہی بلکہ عمل مین بھی آئی چنانچہ انھون نے شہر راونیہ بلکہ رومہ تک کو گھیر لیا لیکن پوپ حنا نے انکو جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا جسکی وجہ سے اُس کے مقبوضات سے باہر چلے آئے، اس جزیہ کی مقدار موسیو سید یو مصنف تاریخ العرب نے پچیس ہزار رطل چاندی بتائی ہے (ایک رطل بارہ اوقیہ کے برابر ہے) اسی مصیبت کی وجہ سے سنہ[illegible] مین پوپ حنا نے جرمنی اور فرانس کے بادشاہون سے مدد چاہی، لیکن خود عربون نے اس ادائے جزیہ کے وعدے کے بعد پھر اس کے مقبوضات پر حملہ نہین کیا. یہانتک کہ نوین صدی ختم ہوگئی،

گذشتہ بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عربون نے سلی کے بعد جب اندرون اٹلی مین قدم رکھا ہے تو انھون نے سب سے پہلے مشرقی اٹلی کی طرف توجہ کی، چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کہ عربون نے ابنائے مسینا سے گذر کر ولایت مانیا گریسیا کو گھیر لیا اپولیا اور کالابریا پر قبضہ کیا، سبولیتو، انکونا پر حملہ کیا اور فینفنتم کو لے لیا پھر نوین صدی کے وسط تک مشرقی اٹلی کے مشہور ساحلی شہرون نارنتم، باری اور برنڈزی پر قبضہ کرلیا، ان اطراف کی فتوحات کے بعد وہ مغربی اٹلی کی طرف بڑھے یہانتک کہ مقبوضات کنیسہ کے مرکز رومہ تک کو دو مرتبہ گھیر لیا. نوین صدی عیسوی کے ربع اول مین اندرون اٹلی مین عربونکی شوکت و اقتدار کی بنیاد پڑنا شروع ہوئی اور اسی صدی کے آخر مین اسکو ضعف آگیا، لیکن اسی مدت کے درمیان مین ایک ایسا زمانہ بھی گذرا ہے کہ تقریباً پندرہ سولہ برس تک اٹلی کی تمام سرسبز و شاداب زمینون سے صرف عرب بحیثیت ایک

تو ہی دست فاتح کے متمتع ہوتے تھے، یہانتک کہ خود اس زمانہ کا اصلی فرمانفرمائے ممالک مسیحی پوپ بھی انکو جزیہ دیتا تھا،

نوین صدی عیسوی کے خاتمہ اور دسوین صدی عیسوی کے آغاز مین عربی فتوحات کے سیلاب کی موجین اب اور آگے بڑھکر ساحل فراکسینہ سے ٹکرائین اور پھیلتی ہوئی سوئٹزرلینڈ سے گذر کر قلب یورپ تک پہنچگئین جنکی تفصیلات امیر شکیب ارسلان لبنانی کے قلم سے معارف کے گذشتہ دو نمبرون مین لکھی جاچکی ہین، امیر ممدوح نے اپنے مضمون کی تمہید مین عربون کے ان ممالک تک پہنچنے کے واقعہ سے قطعی لاعلمی اور حیرت کا اظہار کیا ہے، لیکن اگر وہ موسیو سیدیو فرانسیسی کی تصنیف کے عربی ترجمہ خلاصہ تاریخ العرب کے ان مباحث کا مطالعہ کرتے جو حکومت اغلبیہ سے متعلق ہین تو شاید انکو اتنی حیرت نہ ہوتی، موسیو سیدیو نے اس کتاب کے مقالہ پنجم کے متعدد مباحث مین اغلبیون کی تاریخ لکھی ہے، انہی مین انکی فتوحات جنوبی یورپ اور فتوحات اطراف جبال فراکسینہ کا بھی تذکرہ ہے، البتہ ان اطراف کی فتوحات عرب کی جیسی مفصل تاریخ امیر ممدوح نے لکھی اس سے یہ کتاب خالی ہے، کیونکہ موسیو سیدیو نے صرف اجمالی اشارات سے کام لیا ہے لیکن یہ اسی موقع کی خصوصیت نہین، اس کتاب کی تصنیف کا عام اسلوب یہی ہے کہ بجز چند خاص مقامات کے عموماً ہر بیان مین مجمل اشارات سے کام لیا گیا ہے، موقع کی بات ہے اس لیے ہم ان اجمالی اشارات کو یہان درج کردیتے ہین، مقالہ کے مبحث پنجم کے آخر مین لکھا ہے،

عربون نے نوین صدی عیسوی کے نصف آخر مین سواحل بحر ابیض متوسط پر حکومت کی، جزیرۂ سسلی جزیرہ ہائے مالٹا، گیزو، کامینوا، پنتلاریہ اور جزیرۂ سارڈینیا پر بھی قبضہ کرلیا، نیز انھون نے سنٹ ٹروپز کے قرب وجوار مین ایک مقام فراکسینہ نام پر قبضہ کیا

جہان سے اُن کے لیے کوہہائے الپ کو عبور کرکے پیشقدمی کرنا بالکل سہل ہوگیا، انکی یہ فتوحات جزیرۂ کارسیکو اور جزیرۂ بلیارہ کی فتح کے علاوہ ہین (خلاصہ تاریخ العرب)

سینٹ تروپز یا فراکسینہ تک ان کے پہنچنے کا اجمالی بیان ہو؛ اسی مقالہ کے تیرھوین مبحث کی بالکل ابتدا مین اس اجمال کی کسی قدر تفصیل کردیگئی ہے جو حسب ذیل ہے،

۸۲۲ء مین عربون نے جزیرۂ بلیارہ کو اپنا وطن بنالیا، ۸۵۰ء مین جزیرہ کارسیکو کو بھی لے لیا جو ۸۵۲ء تک بالکل آزاد رہا، اور دو شہر مرسیلیا اور ارلس پر بھی انھون نے قبضہ کرلیا، انکو سنٹ تروپز کے نواح مین ایک ایسا خطۂ زمین ملا جہان سے اقلیم پروونسہ پر ٹوٹ پڑنا ان کے لیے بالکل ممکن تھا یہ دیکھکر وہ فراکسینہ مین اتر پڑے یہ ۸۹۰ء کا زمانہ تھا اور اس کے بعد پوری دسوین صدی عیسوی تک وہ یہان رہے، ان مین سے کچھ لوگون نے ان اطراف کی عورتون سے شادی بھی کرلی اور وہان کاشتکاری کرنے لگے، اور ان مین سے کچھ عربون نے ان رستون مین جو فرانس سے اٹلی کو جاتے تھے رہزنی شروع کردی، اسکے بعد یہ لوگ ۹۳۵ء مین آگے بڑھکر سوئٹزرلینڈ (جسکو اس زمانہ سے کچھ دن پہلے مگاریون نے خوب لوٹا تھا) کے علاقہ تارنتیزہ اور والس مین داخل ہوئے اور ۹۴۲ء مین انھون نے دو شہر فریجوس اور طولون کے ہنود کو وہان سے نکل جانے پر مجبور کردیا، (خلاصۃ تاریخ العرب)

ان تصریحات سے معلوم ہوا، کہ بحر ابیض متوسط کے بیشمار چھوٹے چھوٹے جزیرون، اور بڑے بڑے جزیرون مثلاً سسلی، سارڈینیا، بلیارہ، اور کارسیکو وغیرہ کے علاوہ اندرون اٹلی اور روم سے بڑھکر اطراف جنوہ، جبال فراکسینہ مین ہوتے ہوتے عرب فاتح سوئٹزرلینڈ سرحد فرانس اور سرحد جرمنی سے قلب یورپ تک پہنچگئے تھے، اگر اندلس کی طرح یہان بھی اسلامی حکومت کا سلسلہ کچھ دنون تک اور قائم رہجاتا، تو یقیناً یورپ کے نقشہ مین اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی موجودہ حالت نہ ہوتی

(باقی آیندہ)

کتب خانہ جامع القرویین (فاس)

از

مولانا میمن عبدالعزیز صاحب پروفیسر عربی اورنٹیل کالج لاہور

پنجاب یونیورسٹی لائبریری ہمارے مکرم جناب محمد شفیع صاحب ایم اے کے شغفِ علمی کی رہینِ منت ہے، کہ اب یہ مطبوعات کے لحاظ سے ہندوستان کی بڑی سے بڑی لائبریریون سے کسی طرح پیچھے نہ رہی، اے کاش ان غیر معمولی مقدار کی جرمن و فرنچ مطبوعات کی جگہ عربی کتابین ہوتیں کہ اس کے مستفیدین بہ نسبت اون کے کہیں زیادہ ہیں، اندنوں دو فہرستین منگائی گئی ہین برنامج جامع القرویین[1] اور برنامج رباط الفتح۔ اوّل بسبب عربی ہونے کے زیادہ مفید ہو سکتی ہے، اپنے ملک کو چونکہ بلادِ مغرب کے متعلقہ معارف سے عاری پاتا ہون اس لیے ان مختصر سطور کو حوالۂ قلم کرنے کی جرأت کرتا ہون،

یہ جامع مسجد یا یونیورسٹی جس مین صرف چند سال پیشتر (۲۰۰) طلبہ، (۵۰) مدرس اور (۲۷) ہزار سے زیادہ کتابین تھین اور اب بھی وہ (۵۰۰)[2] طلبہ اور (۱۴۱۶) کتابین اپنے اندر رکھتی ہے، دنیائے اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے، الجامع الازہر (مصر) جامع الزیتونہ (تونس) جامع بخاری جامع قرطبہ اور المستنصریہ (بغداد) وغیرہ سب اس سے متاخر ہین،

اس لیے پہلے پہل یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی تاریخ کیا ہے،

---

[1] معجم العمران ۲: ۱۸۷، ۳،

[2] مقدمہ برنامج جامع القرویین،

بنائے جامع

حسن اتفاق سے مغرب کی معتبر تاریخ الانیس المطرب القرطاس نے اخبار ملوک المغرب و مدینہ فاس لابن ابی زرع جو ۷۲۶ھ تک کے وقائع پر مشتمل ہے اندنون پیش نظر ہے، مصنف نے از ص ۳۲ تا ص ۵۱ نہایت بسط سے اس کے عہد بعہد کی تاریخ تغیرات و تعمیرات کا تذکرہ کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرچشمہ کو بلادِ مغرب کی تعلیم و تلقین، اور تہذیب و تدریب مین کس قدر دخل ہے، مراکش مین بہت سی جوامع ہین مگر تقدیر کے دست انتخاب نے جو ناموری اسکے نصیب مین لکھی تھی اوسکا عشرِ عشیر بھی اورون کو نہ ملی،

الغرض ابن ابی زرع کی القرطاس سے جو مغربی رسم الخط[1] مین چھپی ہے، بدقت تمام کچھ حصہ پڑھکر قارئین کے پیش نظر کرتا ہون،

امام[2] ادریس (بانی دولت ادارسہ) کے عہد مین جامع الشرفا مین نمازِ جمعہ ہوا کرتی تھی، پھر ادریسی حکمرانون کے عہد مین بھی یہی معمول رہا، جامع القرویین کی جگہ بالکل میدان تھا اور کچھ درخت تھے جو ایک شخص کو اپنے والد سے ترکہ مین ملے تھے، جب امام ادریس کے ہان اطراف واکناف کے وفود آنے لگے تو از انجملہ ایک قیروان کا وفد بھی تھا، جس مین ایک مبارک اور نیک نہاد خاتون ام القاسم فاطمہ بنت محمد الفہری القیروانی بھی مع اپنے خاوند اور بہن وغیرہ کے تھی، یہ لوگ جامع مذکور کے قریب فروکش ہوئے اور پھر یہین کے ہو رہے، جب فاطمہ کا خاوند اور اسکی بہن مرگئی، تو اسکو ورثہ مین بڑی جلیل القدر دولت ملی جو ہر طرح حلال و طیب تھی، فاطمہ نے اسکو

---

[1] یہ ہمارے مشرقی رسم الخط سے بجد مختلف ہوتا ہے اور اپنے اصل یعنی کوفی رسم الخط سے بغایت قریب،

[2] القرطاس مطبوع فاس و مراکش، ص ۳۲

وجوہ خیر مین صرف کرنا چاہا، زمین خریدلی اور بروز شنبہ یکم رمضان المبارک ۲۴۵ھ مین اسکی بنا رکھی اور نہایت تندہی سے اوسکو تعمیر کرایا، اور یہ کنوان جو جامع مین ہے اسی نے بزمانۂ تعمیر بنوایا تھا، وہ اس طویل مدت مین روزے رکھتی رہی، اور پھر اتمام کے بعد پہلے پہل اسی نے دوگانۂ شکر ادا کیا، اوس وقت اس مین چار صفین اور ایک مختصر سا صحن تھا، اور مغربی اور مشرقی دیوارون کے مابین ڈیڑھ سو بالشت کا فاصلہ تھا، (ذکرہ ابوالقاسم ابن حسنون فی تفسیرہ فی تاریخ مدینۃ فاس) بقول بعض یہ دو بہنین تھین، فاطمہ ام البنین اور مریم دختران محمد الفہری۔ فاطمہ نے جامع القرئین بنوائی، اور مریم نے جامع اندلس، پھر زناتہ (ایک بربری قبیلہ) نے اپنے عہد حکومت مین اوسکو بہت وسعت دی، جس کے حدود اب بھی نمایان ہین مسجد شرفا مین گنجایش نہ تھی اس لیے ۳۰۶ھ مین جمعہ کی نماز یہین پڑھی جانے لگی، اسکے پہلے خطیب شیخ صالح ابو محمد عبداللہ بن علے الفارسی تھے، الخ

اس اقتباس سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ قرویین منسوب بہ قیروان ہے جیسا کہ ہم اپنے مضمون المعزاد ابن رشیق مین بھی اس سے پہلے لکھ چکے ہین،

اہل مراکش، ان کے شیوخ، علما، اور صلحا، اپنے شغف علمی اور حفظ و ذکا کے لیے بلاد مغرب مین غیر معمولی شہرت رکھتے ہین، شیخ عبدالحیٔ الکتانی شیخ الطریقۃ الکتانیہ نے جو فرانسیسی حمایت سے پہلے بھی جامع مذکور کے شیوخ اور ملک کے نامور علما مین شمار ہوتے تھے، بہت تلاش و جستجو کے بعد اس کتبخانہ کی فہرست مرتب کی ہے، مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب تک ہمارے علما کو یہ اجنبی غاصب بیدار نہین کرتے وہ باین ہمہ اہلیت کام سے جی چراتے ہین، اور زاویۂ خمول سے نہین نکلتے تعجب ہے کہ حقیقی محنت تو وہ کرین اور نام ہو الفرڈ بیل مندوب معارف (نمائندۂ محکمۂ تعلمات) کا،

ل برروایت صاحب منجم بناسنہ ۲۴۵ھ مین ہوئی، ممکن ہے یہ سال اتمام ہو اور وہ سال آغاز،

اذا انشد بشار[1] فقل احسن حماد

مراکش پر ہرچند سنۃ اللہ کے مطابق کئی حکومتون کا دور دورہ رہا، مگر چونکہ سب اسلام کا دم بھرتی تھین اس لیے کسی نہ کسی شکل مین یہ کتبخانہ بھی باقی رہا، بلکہ اکثر بادشاہون کے عہد مین اس مین معقول اضافہ بھی ہوا، مثلاً، سلطان ابوالعباس منصور بن احمد الذہبی السعدی اور سلطان ابو عبداللہ سیدی محمد (موجودہ شریفی حکومت کے اسلاف مین سے) کے زمانہ مین، مگر چونکہ بہت سے زمانون مین اس کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا اس لیے جو علما و طلبہ کتابین مستعار لیجاتے تھے وہ بہت کم واپس کرتے، نیز حفاظت اور جلد بندی کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اس لیے بہت سی کتابین لیڑون کی نذر ہوگئین، چنانچہ اسکی پرانی فہرست اس مدعا کی شاہد ہے، کیا اس سے بڑھکر کوئی ابتری ہوسکتی ہے کہ منتظم کتبخانہ کا مشاہرہ نصف ڈالر (عہر) ماہوار تھا،

مگر پچھلے زمانون مین یہ حالت نہ تھی، ابن فرحون ابوالعباس احمد بن الصقر الخزرجی کے حالات کے ضمن مین لکھتا ہے[2]،

وتولی احکام مراکش والصلوٰۃ	وہ کچھ دنون مراکش کے قاضی اور اسکی مسجد کے امام رہے
بمسجد ہا مدۃ ثم احکام بلنسیۃ	پھر بلنسیہ کے قاضی بنے، مگر جب ابو یعقوب عبدالمومن
فکان بہا قاضیا۔ ولما صار الامر	کا عہد حکومت آیا تو انکو کتبخانۂ عالیہ کی خدمت سپرد کی
الی ابی یعقوب عبدالمؤمن الزمہ	جو ان کے ہان بڑے سے بڑے مناصب مین شمار ہوتی
خدمۃ الخزانۃ العالیۃ وکانت	تھی اور جس کے لیے بہترین فضلا اور ماہرین چنے
عندہم من الخطط الجلیلۃ التی	جاتے تھے،
لایعین لہا الا اعلیۃ اہل العلم واکابرہم،	

[1] جب تمہین بشار اپنا سخن سنائے تو کہو نہ یہ حماد! کہ بشار حماد کے خیالات چرا کر باندھتا ہے[2] الدیباج المذہب ص ۴۱،

گویا یہ منصب ایک جج کی منتہائے ترقی ہے، اس سے ظاہر ہے کہ کتبخانہ اندلس کتابون سے لبریز ہوگا

معجم العمران[۱] مین لفظ مراکش کے ضمن مین لکھا ہے کہ مکتبۃ السلطان مین ایکہزار قلمی کتابین تھین

جو مولائی حسن (موجودہ دولت شریفیہ کے ایک سلطان) نے قرطبہ و غرناطہ کے کتبخانون سے نقل کرائی تھین،

اب بھی اس شکست و ریخت کے باوجود یہان ایک بڑی مقدار مین وہ وہ نوادر خطیات پائی جاتی ہین کہ شاید ہی کہین اور ہون، نیز علما کے خطوط، بادشاہون کے طغرا وغیرہ، قدیم سے قدیم تحریر چوتھی صدی کی ہے، پانچوین اور چھٹی صدی کی تحریرین تو بہت زیادہ ہین، مثلاً صحیح (بخاری) کی ایک جلد ہے جسپر الطاہر بن مفوز کے ہاتھ کا اجازہ ۴۸۱ھ کا لکھا ہوا ہے، صحیح مسلم کا ایک نسخہ ہے جو ایک ہی جلد مین ہے اور جو ایک زبردست ادیب کا نقل کیا ہوا ہے اور جسکی ۵۷۳ھ مین ابوبکر ابن الخیر الاندلسی نے تصحیح کی ہے، تفسیر ابن ابی زمنین کا نسخہ ۳۹۵ھ مین خود مصنف کے سامنے پڑھا گیا ہے، اب مین اپنے استقرائے ناقص کی بنا پر اس کتبخانہ کی بعض اہم اور نایاب کتابون کی مختصر سی فہرست دیتا ہون،

تفسیر

جامع احکام القرآن ابو عبداللہ القرطبی متوفی سنہ ۶۷۱ھ یہ تفسیر ۸ جلدون مین ہے،

البحر المحیط لابی حیان (چھپ گئی ہے) اس کے آٹھ قلمی نسخے ہین،

قانون التاویل لابی بکر بن العربی المالکی

تفسیر الماوردی

قرأت

الوقف والابتدا ابوبکر بن الانباری،

۱؎ ۲/۱۶۷،

حدیث

شرح البخاری لابن بطال،

" " للمهلب (؟)

القبس شرح موطأ مالک بن انس } قاضی ابوبکر بن العربی،
المسالک شرح موطأ مالک

محاذی[۱] موطأ مالک (یعنی موطا مهدی ابن تومرت بانی دولت موحدیہ) پوری طلاکاری،

الاحکام الصغری والکبری — عبد الحق الاشبیلی

مسند عبد بن حمید،

کتاب الزہد والرقائق لعبد اللہ بن المبارک مکتوبہ ۵۲۵ھ اسکی اہمیت بالکل ظاہر ہے،

البدایۃ والنہایۃ[۲] (مشہور محدثانہ اور نادر تاریخ) لابن کثیر

کتاب الوہم والایہام لابن القطان
الاکمال للامیر ابن ماکولا،
تاریخ ابن ابی خیثمۃ متوفی ۲۷۹ھ
جمہرۃ نسب قریش للمصعب الزبیری
} صاحب برنامج نے انکو بذیل حدیث شاید اس لیے کہ انکے مصنفین محدث تھے درج کر دیا ہے،

نحو

شرح جمل الزجاجی،

الافصاح شرح ایضاح ابی علی الفسوی،

الافعال لابن القطاع قدیم نسخہ، رامپور مین بھی اسکا ایک نہایت عمدہ نسخہ ہے،

۱؎ معارف:- یہ کتاب چھپ گئی ہے اور کتبخانہ دارالمصنفین مین پیرس سے خرید کرائی ہے، ۲؎ معارف یہ نہایا گیا ہے

مشکل اعراب اشعار الستة لابن خروف النحوی الحضرمی ۔ اسکا ایک نسخہ مکتبۂ رباط الف

مین بھی ہے،

المقنع لابن عصفور،

الاسئلة لابن السید البطلیوسی جس سے سیوطی نے اشباہ ونظائر نحویہ مین بہت کچھ

لُغت

مختصر العین، امام زبیدی کی مشہور روزگار قاموس،

دیوان الادب، فارابی جوجوہری صاحب صحاح کے ماموں ہین،

تکملۃ القاموس، سید مرتضیٰ بلگرامی خود انکے اپنے خط کا نسخہ،

کتاب الفرق فی اللغة، جاحظ

کتاب الالفاظ المغربۃ بالالقاب المعربۃ، ابن قتیبہ

تاریخ

رحلة البلوی سنہ اتمام ۸۱۹ھ ہے،

اَدَب

خریدۃ القصر عماد اصفہانی، قسطنطنیہ مین بھی ہے،

شرح مقصورۃ حازم للغرناطی،

شرح دیوان المتنبی للافلیلی جو اسکی بہترین شرح ہے مکتبۃ الرباط مین بھی اسکا ایک نسخہ

الفصوص لصاعد اللغوی، یہ بے حد نادر اور جلیل القدر تصنیف ہے،

طِب

الاستقصار والابرام فی علاج الجراحات للادیم محمد بن فرج القہری (سرجری) جراحی کی

الفرئیڈبل کے پہنچنے سے پہلے دو سال سے یہ کتبخانہ بند تھا، اسنے حکومت کو مطلع کیا جسپر

دولت حسنیہ کی طرف سے ایک باقاعدہ ضابطہ مرتب کیا گیا جو علاوہ اس کتبخانہ کے کتبخانہ جامع

الرصیف اور کتبخانہ فاس جدیدہ پر بھی مشتمل تھا، اس ضابطہ مین حسب ذیل دفعات ہین بغیر

خاص اطمینان کے کتابین مستعار نہ دیجائین، کتابون کی باقاعدہ تین طرح کی فہرستین مرتب کی جائین

جو کتابین باہر مستعار جاچکی ہین وہ واپس منگوائی جائین یا انکی نقل یا قیمت

حاصل کیجائے ہر ہفتہ کے دوشنبہ اور پنجشنبہ کو سابق الذکر کتبخانہ اور ہر ہفتہ مین ایک بار باقی دونون

کتبخانے عام مسلمانون کے فائدہ کے لیے کھولے جائین، وغیرہ وغیرہ قرائن بتا رہے ہین کہ

ایک حد تک مراکش کے کتبخانے بھی دوسرے متمدن ملکون کے کتبخانون کی طرح ایک باقاعدہ

نظام کے ماتحت آرہے ہین، مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ذاتی کتبخانون کے مالکون کو

اب تک یہ فکر نہین کہ اپنے کتبخانون کو انکا جزو بنادین تاکہ پبلک کو پورا استفادہ ہو،

واللہ ولی ذلک

سیرۃ النبی حصہ دوم

طبع دوم

۲۰×۲۶ کی چھوٹی تقطیع پر سیرۃ حصہ دوم دوبارہ چھپ کر تیار ہے قیمت باختلاف کاغذ صہ عہ

علم الکلام

مولانا شبلی مرحوم کی وہ مشہور تصنیف جس مین علم الکلام کی تاریخ اور اس کے عہد بعہد کی ترقیان

اور تدریجی رفتار، اور ہر دور کے اکابر متکلمین کے مسائل و مجتہدات پر تبصرہ ہے، مدت ہوئی کہ ناپید ہوگئی

تھی اب مطبع معارف نے نہایت عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپا ہے، قیمت عہ

"منیجر"

تلخیص و تبصرہ

مصر کی تعلیمی ترقی

انگلستان کے مشہور سہ ماہی رسالہ ایشیاٹک ریویو (اپریل ۳۲ء) مین مصر کے جدید دورِ آزادی کی تقریب سے اوسکی تعلیمی ترقی پر ایک حوصلہ افزا مضمون نکلا ہے، جس سے یہ آئینہ ہوگا کہ ایک ہی مقدمہ کی نسبت انگریز اہلِ قلم حالات کے بدلنے پر کس طرح دو متضاد روداد مین تیار کر سکتے ہین، مصر جب تک آزادی کی سند پانہ سکا وہ حد درجہ تعلیم مین پست، اور درسگاہِ تمدن کا بشوق طالب علم تھا، لیکن جب اُس نے "بندوقون اور پستولون" کے زور سے اپنی آزادی تسلیم کرائی، وہ محنتی، چالاک، ہشیار اور شوقین طالب العلم شمار ہونے لگا، مضمون نگار کا بیان ہے:۔

"مصریون مین ایک گونہ خودداری، تمدن، پیدا ہوگیا ہے، اور یہ نتیجہ ہے برطانوی تعلیم اور اوس کے ساتھ سلطان فواد کی عملی تائید کا، دنیا کے کسی ملک نے اس قلیل عرصہ مین اتنی ترقی نہین کی ہے، علاوہ ازین خود یہان کے باشندون مین تحصیلِ علم کا ایک عام شوق ہے، اور اونکے لیے ترغیب و تحریص کی بالکل ضرورت نہین، تمام بڑے شہرون مین بچون اور بڑون کے لیے حسبِ ضرورت مدارس قائم ہو رہے ہین،

صوبہ کے مدارس طلبہ سے بھرے ہوئے ہین حتی کہ گرد و نواح کے مقامات ایسے مکاتب بغیر جن مین بچے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے ہین نامکمل سمجھے جاتے ہین، نفس ان دیہی مدارس کی تعلیم بہت مکمل ہے، اس ضروری تعلیم کے علاوہ قرآن مجید کے لیے کافی وقت نکالا جاتا ہے، زنانہ مدارس مین بچیون کو سینا، پڑھنا، سچ بولنا اور ابتدائی اصول حفظانِ صحت بتائے جاتے ہین،

اکثر صوبون کے بڑے شہر علمی مرکز کی حیثیت سے خاص شہرت رکھتے ہین، اور اُن کو اپنے مشہور اساتذہ پر فخر ہے،

ان مدارس مین اگرچہ تمام علوم کی تعلیم دیجاتی ہے، تاہم مذہبی تعلیم نظر انداز نہین کیجاتی، اور قرآن کے مسلسل درس مین کوئی کمی واقع نہین ہوتی، مسلسل مذہبی تعلیم و عمل ان مین اسلام کی ایک ناقابلِ تسخیر قوت پیدا کر دیتا ہے، تمام ملکی و معاشرتی قوانین قرآن مجید پر مبنی ہین، یہ کتاب فنون، موسیقی اور ادب کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور دنیا کے کروڑون نفوس کے لیے کتاب حیات ہے، اختتام تعلیم سے بہت پہلے لڑکا حافظ ہو چکتا ہے، اگرچہ حفظِ قرآن اب بھی ایک ضروری چیز سمجھی جاتی ہے، تاہم اس کو اس مادی دنیا کی ضروریات کے لیے تنہا کفیل نہین سمجھا جاتا۔

مصر کے نوجوانون کو بقائے حیات کے لیے دوسرے ممالک سے کم کوشش و محنت کرنی پڑتی ہے وہ مقابلہ کے لیے زیادہ مسلح نظر آتا ہے، ملک کے تمام بڑے شہرون مین صنعت و حرفت انجنیرنگ وغیرہ کے لیے مدارس اور زراعتی تعلیم کے لیے تجربہ گاہ قائم ہین، چمارون، جلاہون سوتی کام کرنے والون اور زردوزون کے لیے بھی تعلیم گاہین ہین،

خود قاہرہ مین دو جامعے ہین،

(۱) مسلمانون کی سب سے زیادہ مشہور یونیورسٹی الازہر جو ۹۷۲ء مین قائم ہوئی تھی، اوسکا خاص مذہبی مرکز ہے، اس کے طلبہ کی تعداد ۱۵۰۰۰ ہے اور ان مین سے اکثر دور دراز ممالک کے ہوتے ہین،

(۲) جامعہ مصریہ، اس کو سلطان فواد نے جب وہ شہزادہ تھے ۱۵ سال قبل قائم کیا تھا، یہ جامعہ صرف چندون پر قائم ہے، اور دو سال کے اندر ۲۰۰۰۰۰ پونڈ سے زیادہ اس کے لیے جمع ہوگیا، وقف شدہ جائداد اور سالانہ وظائف ان کے علاوہ ہین شہزادہ فواد

سنہ۱۹۱۳ تک اس کے صدر تھے، جون سنہ۱۹۰۸ مین اس جامعہ کو جمہور کے لیے مفید تسلیم کیا گیا، ستمبر مین اس نے اپنے طلبہ کی پہلی جماعت یورپ روانہ کی، دسمبر مین باقاعدہ اس کا افتتاح ہوا اور پانچ قسم کی تعلیم شروع ہوئی، اسکے ساتھ ہی ۰۰۰ ۵ کتابون کا ایک کتب خانہ قائم کیا گیا جو اس دن سے برابر ترقی کر رہا ہی،

اسی سال بین الاقوامی مجلس اثریات کے ضمن مین **قاہرہ** مین اکابر فن جمع ہوئے اور اُنھون نے اس جامعہ مین متعدد علمی لکچر دئے، سنہ۱۹۱۰ء کی ابتدا مین ایک نئی جماعت انگلستان، فرانس، جرمنی اور اطالیہ روانہ کی گئی، یورپ کی مشہور یونیورسٹیون کے اساتذہ نے یہان آکر لکچر دئے، شہزادہ کی درخواست پر فرانس و اطالیہ کے وزرائے تعلیم نے اپنے یہان کے مدارس ثانیہ مین ان آٹھ آٹھ اور دس دس سال کی عمر کے طلبہ کا جنکو یہ جامعہ بھیجے داخلہ منظور کر لیا، مزید آنکہ شہزادہ کے ساتھ اظہار عقیدت و احترام کے طور پر اُن وزرا نے اپنی حکومتون کو اس بات پر راضی کیا کہ ایسے طلبہ کے قیام وغیرہ کے تمام مصارف وہ برداشت کرین،

سنہ۱۹۱۱ء مین حکومت نے جامعہ کے وظیفہ کو دوچند کر دیا، شہزادہ فواد نے اس کی خاطر یورپ کی سیاحت کی، جو بہت مفید ثابت ہوئی، لندن، پیرس، برلن، بڈاپسٹ، پریگ، روم اور وائنا، ہر جگہ انھون نے اس کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کیا، تصانیف و تمغہ جات کی ایک متعدبہ تعداد جمع ہو گئی آج جامعہ مصریہ کے تمغون کا ذخیرہ تمام مصر مین مکمل ترین ہے،

اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک شعبہ خواتین کے لیے قائم ہوا، جو باوجود مخالفت اپنے مفید نتائج دکھائے بغیر نہ رہ سکا، شہزادہ فواد، مہذب سوسائٹی مین اخلاقی نقطۂ نظر سے نسوانی تعلیم کے اثرات سے غافل نہ تھے،

مصر مین سب سے زیادہ اہم علمی انجمن مجلس اقتصادیات سیاسیہ و اعداد و شمار و قوانین ہے یہ مجلس بھی شہزادہ موصوف ہی کی تحریک کا نتیجہ ہے اور وہ اس کے صدر ہین، مصر کے تمام ماہرین علوم

و اساتذہ اس کے ارکین مین اس کا اپنا رسالہ CONTEMPORARARYEGYPT سے ہر ملک کے لوگ واقف ہین،

ان تین علمی مرکزون کے علاوہ، صرف قاہرہ مین متعدد کالج اور اسکول ہین، اور طلبہ کی تعداد مین سالانہ اضافہ، مزید مدارس کے قیام پر مجبور کر رہا ہے، ان مدرسون مین، مذہب علوم، فنون اور صنعت و حرفت کی تعلیم ہوتی ہے، ان مدرسون کو نہایت فراخ دلی سے مدد دیجاتی ہے اور سلطان و حکومت ہمیشہ انکی ہمت افزائی کرتی رہتی ہے،

اس عہد جدید کا دوسرا اثر، اعلیٰ طبقہ کی خواتین کی کامل آزادی ہے، اس کے ساتھ عام عورتون کو تعلیم دینے کی سخت ترین کوشش جاری ہے، کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بچہ کی پہلی تعلیم خواہ وہ ایک سپاہی بننے والا ہو، یا علامہ، یا مدبر سب سے پہلے اوسی چھوٹی حکومت مین ہوتی ہی مین جہان کی حکمران ماں ہے، بچون کے دلون مین اوسی وقت جس قسم کے بھی بیج انسان بو سکتا ہے

سلطان فواد نے جب تعلیم یافتہ خواتین کے لیے جامعہ مصریہ مین ایک خاص نصاب مقرر کیا، اور غریب جاہل عورتون کے لیے خاص صنعتی مدارس قائم کیے، تو وہ اس وقت اس حقیقت سے واقف نہ تھے، عورتون کی دستکاریون کی حیثیت سے یہ مدرسہ اس قدر مفید ثابت ہوا اور اس سے اس قدر منافع حاصل ہوئے کہ سنہ۱۹۲۳ء مین وزارت تعلیم نے ایک معقول قسم مقرر کر دی کہ اس سے اس مین عربی، ریاضی اور دوسری ضروری دستکاریون کا اضافہ کیا جائے، اس مدرسہ کے علاوہ، وزارت تعلیم کے اعداد ظاہر کرتے ہین کہ سنہ۱۹۲۱ء مین ابتدائی زنانہ مدرسون مین ۸۲۶۵۴ لڑکیان زیر تعلیم تھین، اور صرف دو سرکاری مدارس مین ۶۹۰ بچیان تھین، صوبون کی مجالس کے ۱۸ مدارس ہین، اور ان مین ۷۵۹۲ طالبات ہین،

اس طرح خواتینِ مصر کی خوش قسمتی ایک امر مسلم ثابت ہو گئی ہے، اور آیندہ نسلین بہتر فضا
اور بہتر حالات کے اندر پیدا ہو کر اپنے کو صحیح آزادی پسند ثابت کرینگی، اگر سلطان فواد کی حکومت
کو صرف چار سال گذرے ہین، لیکن اہل مصر اسکو اپنی ملکی و قومی ترقی کا ایک اہم ترین دور
سمجھتے ہین، لیکن ابھی سلطان اور رعایا دونون کو اپنے اپنے کام مکمل کرنے ہین، قوم کی ذہنی
و اخلاقی ترقی، اوسکا اقتصادی، علمی اور معاشرتی ارتقاع، تحقیقات و انکشافات مین اوسکی
کوشش، اور بالآخر بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی کے لیے مساعی، یہ وہ چیزین ہین جن
نے سلطان فواد کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ملک کی یہ خدمت اپنے ذمہ لین، وہ تخت
حکومت پر ایسے وقت آئے جبکہ سب سے بڑے خطرے ان کے سامنے تھے، لیکن انھون نے اس فرض کو
خوش اسلوبی سے انجام دیا،

سلطنت دہلی قرون وسطی کے اوائل مین

پروفیسر محمد حبیب صاحب بی اے (کیمبرج) نے "ہندوستان ریویو" (اپریل سنہ [illegible])
مین ایک مضمون بعنوان "سلطنت دہلی قرون وسطی کے اوائل مین" لکھا ہے، اس کے ضمن مین
ہندوستان کے حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات کے متعلق لکھتے ہین:-

"سلاطینِ ہند اور ان کے ہندو رعایا کے درمیان کوئی مذہبی رشتہ اتحاد نہ تھا بلکہ صرف حاکم
و رعایا کا تعلق تھا جسے ہر دو فریق بخوبی سمجھے ہوئے تھے، سلطان اپنے ہندو رعایا کی روحانی
کا اپنے کو پابند سمجھتا تھا بلکہ یہ مسئلہ خود ہندوؤن سے متعلق تھا، جب تک ہندو اسکی کما حقہ اطاعت
کرتے تھے، وہ ان سے بالکل مطمئن رہتا تھا، اور ہندو بھی سیاسی معاملات مین سلطان کی ہر امداد
و اعانت کو تیار رہتے تھے، سلطان کی کسی مذہبی مداخلت کو برداشت نہین کرتے تھے،
فتح کی پہلی لہر مشکل سے ہندوستان کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک پہنچی ہو گی کہ فاتحین

مذاہب کیساتھ روادارانہ سلوک ایک قانون سا ہو گیا، دہلی کی وسیع سلطنت کے اندر ہندو معابد
محفوظ رہنے لگے، جبر و تعدی کی دو چار مثالین اس عام قانون کے اثبات پر دلالت کرتی ہین نہ
کہ انکار پر، رہا ہندوؤن کو اسپ سواری، تیراندازی وغیرہ کی ممانعت کا سوال، تو یہ اصل تاریخون
کے غلط اور غیر مآل اندیشانہ مطالعہ کا نتیجہ ہے، ایک ہندو جنرل ملک نائک علاء الدین کے لشکر
مین میمنہ پر متعین تھا، رانا چتور پانچ ہزار سپاہیون کے مقدمۃ الجیش پر مامور تھا، ایسی اور بہت سی مثالین
پیش کیجا سکتی ہین، کیا ان عہدون پر ایسی قوم کے افراد کا مامور کیا جانا ممکن تھا جسے اسپ سواری اور
اسلحہ پوشی تک کی ممانعت ہوئی؛!

مین ایک لمحہ کے لیے بھی یہ نہین تسلیم کر سکتا کہ یہ مذہبی رواداری بادشاہ کی رضاکارانہ مرضی کا نتیجہ
تھی، زیادہ تر یہ رواداری مجبوری سے ہوا کرتی تھی، قرون وسطی کا ہندو دھرم ایک مسلح و منظم حالت
مین تھا، سلاطین اس دھرم کے ساتھ جو رواداری برتتے تھے صرف اس وجہ سے کہ ان کو مجبوراً ایسا
کرنا پڑتا تھا، اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار ہی نہ تھا،

سنہ [illegible]ء مین سلطان جلال الدین خلجی نے رنتھمبور کا محاصرہ کیا لیکن ناقابل فتح دیکھکر اس نے
واپسی کا حکم دیا، جب اس مسئلہ پر مجلس شاہی مین مباحثہ ہونے لگا تو سلطان کے بھتیجے ملک احمد
حبیب نے کہا کہ "اگر بادشاہ رنتھمبور بغیر فتح کئے ہوئے واپس آتا ہے تو اسکی عزت جو لوگون کے دلون
مین ہے کم ہو جائیگی، جہان پناہ! سلطان محمود اور سلطان سنجر کے نقش قدم پر کیون نہین چلتے جنھون
نے ساری دنیا کو اپنے زیر نگین کر لیا تھا، آپ ان کے فتوحات کی مثالون سے چشم پوشی نہین
کر سکتے"، سلطان نے ہنسکر جواب دیا "میرے بچے! محمود اور سنجر کے اسلحہ بردار پیادے مجھ سے
ہزار درجہ بہتر اور معزز تھے، بھلا مین جسے چند روزہ حکومت کا سہارا ہے، ان عظیم الشان حکمران
فاتحین کے کارنامون کا خیال تک بھی دل مین نہین لا سکتا، نادان! نہین دیکھتا کہ ہر روز

ہندو سنکھ اور باجا بجاتے جمنا کے کنارے اپنے بتون کی پوجا کرنے میرے محل سے گذرتے ہین ا
وہ کفر و شرک کے تمام مراسم میری آنکھون کے سامنے ادا کرتے ہین اور مجھے اور میری شاہانہ قوت
کو ہیچ سمجھتے ہین، اگر مین ایک سچا مسلمان بادشاہ اور محافظِ ملت ہوتا تو کیا مین انھین پان کھانے
سفید کپڑے پہننے اور اس آزادی کے ساتھ مسلمانون سے شیخی مارنے دیتا! میرا نام ہر جمعہ کے
خطبہ مین پڑھا جاتا ہے، دروغ گو واعظین مجھے "محافظِ ملت" کہتے ہین اور پھر بھی دشمنانِ دین
میرے دار الخلافہ مین اور میری آنکھون کے سامنے عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین
اور اپنے مال و دولت کے آگے نازان ہین، علانیہ باجے بجا کر وہ اپنے بتونکی پوجا کرتے ہین ا
کفر و شرک کے تمام مراسم ادا کرتے ہین، شرم ہے مجھ پر کہ مین انھین ان کے ناز و نخوت مین چھوڑ
رکھتا ہون اور چند ٹکڑون پر جو بطور خیرات مجھے ملتے ہین، قناعت کرتا ہون،،

یہ جلال الدین خلجی کا وہم باطل تھا، محمود غزنوی کا زمانہ گزر گیا، عدم رواداری کی جو تعلیم
اس نے دی ہے اُسے اسلام سے کوئی نسبت نہین، محمود جیسے مطلق العنان حملہ آور کے لیے یہ ممکن
تھا کہ وہ ایک زبردست حکومت کی پشت پناہی پر بے بس اور لاچار ہندوستان کو لوٹ لیجائ
لیکن سلاطینِ دہلی کے لیے جنکی سلطنت کی بنیاد بیشتر ہندو رعایا کی فوجی اور مالی امداد پر تھی، ای
کرنا قطعی ناممکن تھا، ان کے جبر و تعدی کے جو مفروضہ واقعات بیان کیے جاتے ہین وہ انگلیون
کے شمار سے زیادہ نہین، اگر ہم قرون وسطی کی اسلامی تاریخ صحیح طور پر سمجھنا چاہتے ہین تو ہمین
یہ خیال ذہن سے نکال دینا چاہئے کہ بیرونی فاتحین کی مختصر سی جماعت ہندوستان کی بہ
کثیر رعایا پر جبر و ظلم کے ساتھ حکومت کرتی تھی، اصل تاریخون مین اسکا کہین ثبوت نہین ملتا، مسلمانو
کی کثرتِ تعداد یہین کی خاک سے پیدا ہوئی، بادشاہ مسلمان اس لیے ہوتا تھا کہ مسلمان
ہندؤن کے آگے جو مختلف ذات پات مین منقسم تھے، سب سے مضبوط قلیل التعداد جماعت

کشتریون اور برہمنون اُن مین ہر ایک سے وہ تعداد مین بڑھے ہوئے تھے، اگر ہندؤن مین مسلمانون
کے ½ بھی مساوات ہوتی، تو حالات کچھ اور ہوتے،

قرون وسطی کے تمام مورخین نے بلا استثنا سلاطین کی بت شکنی اور انہدامِ معابد غیر کے واقعات نہایت فخر کیساتھ بیان کیے ہین اس لیے
کہ یہ سلاطین کے کارنامون مین شمار کیے جاتے تھے، یہ صحیح ہے کہ واقعات اصولِ اسلام کے
منافی ہین لیکن ہمارے اسلام کو ان سیاسی حکمرانون اور فاتحین ممالک پر نہ کہیے، یہ ایک ناقابلِ
فراموش حقیقت ہے کہ حالات اور روایات زمانہ اور مقام کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہین، یہ وہ
زمانہ تھا جبکہ دشمن کی عبادت گاہ کا لوٹ لینا قانونِ جنگ مین داخل تھا، جب مغلون نے وسطِ
ایشیا، ایران اور افغانستان کے اسلامی ممالک فتح کیے تو اس سلسلہ مین مساجد و معابد کا انہدام
ان کی اسکیم کا ایک ضروری جزو تھا، ترکی اور خلجی سلاطین کی افواج مین ہندو اور مسلمان دونون
شامل تھے، جنوبی ہند مین مندرون کے انہدام مین ہندؤن نے بھی برابر کا حصہ لیا۔

اس غارت گری کا اصل محرک زر و مال کی طمع تھی، سلاطین کا ہندؤن کے خلاف حملہ
آور ہونا اس زمانہ کے معاشی حالات کے لحاظ سے ایک بہترین تجارت تھی، مدتہائے دراز سے
ہندوستان کی تجارت کا فروغ تھا ملک مین ہر طرف سونے کے دریا بہتے تھے اور یہ تمام سونا
جلد یا بدیر مندرون مین آکر جمع ہو جاتا تھا، اس غارتگری مین دیہات اور مواضع کے باشندے
بالکل محفوظ اور مامون رہا کرتے تھے، ان سلاطین کا یہ جذبہ مذہبی تعصب پر نہین بلکہ اقتصادی طمع
پر مبنی ہوتا تھا، اگر مساجد کی طرح مندر بھی سادہ اور بے زر و سیم ہوتے تو غالباً علاء الدین دکن پر
اور محمود غزنوی ہندوستان پر حملہ آور نہ ہوتا"

ہندوستان کے قدیم کتبخانے

مسٹر گوکل ناتھ دھر نے پریسیڈنسی کالج میگزین مین عنوانِ بالا سے ایک مضمون لکھا ہے اُنکا بیان ہے

"ہندو راجاؤن کے محل، بعض قیمتی علمی ذخائر کے مخزن ہین، بقول ڈاکٹر راجندر متر سب سے زیادہ وقیع کتبخانہ ہز ہائنس مہاراجہ تنجور کا سرسوتی بھنڈارم ہے، اس مین ۱۸ ہزار سے زیادہ قلمی کتابین ہین، مدراس کے ڈاکٹر اے بی۔ برنل نے انکی ایک فہرست بھی ترتیب دی ہے (اس کتبخانہ کا تذکرہ معارف کی ایک قریبی اشاعت مین گذر چکا ہے)

دربار نیپال کا کتبخانہ، قدامت کے لحاظ سے بے مثال ہے، اسکی بعض تپون پر لکھی ہوئی کتابین عہد گپتا کے دور آخر کی ہین، اس کتبخانہ مین ۵ ہزار قلمی نسخے ہین، ان کے متعلق ڈاکٹر سسل بنڈل کا بیان ہے کہ یہ درباری ذخیرہ عہد قدیم سے برابر جمع ہوتا آیا ہے، اور ہر حکمران نے اس مین کچھ نہ کچھ اضافہ کیا ہے!

دوسرے قدیم کتبخانے والیان کشمیر و میسور اور بعض راجپوت شہزادون کی ملکیت ہین، ان ذخائر کے جواہرات سے یہ نتیجہ نکالنا بہت آسان ہے کہ اسکی بنیاد عہد قدیم ہی مین رکھی گئی تھی، جیپور کے ذخیرۂ کتب کے متعلق پروفیسر شری دھر آر بھنڈارکر کا بیان ہے کہ "وہ گدی راجہ مان سنگھ جی کے زمانہ سے اجتماع کتب مین نہایت ہی حوصلہ مندانہ طریقہ سے خرچ کر رہی ہے" پروفیسر مذکور کا بیان ہے کہ اسی سرکاری کتبخانہ کے لیے قلمی نسخون کی تلاش مین انکو راجپوتانہ مین تقریباً ۲۰ کتب خانون کے دیکھنے کا موقع ملا، ان سب کے علاوہ قلعہ مین فارسی و سنسکرت کتابون کا ایک بہترین مجموعہ ہے، اودے پور مین گیارہ کتبخانے ہین، یہان کا سرکاری کتبخانہ تمام دوسرے کتبخانون سے بڑا اور زیادہ منتظم ہے،

اخبار علمیہ

بولیویا کے بلند مقامات پر ایک قوم آباد ہے جس کا قد بہت مختصر اور سینہ بہت زیادہ کشادہ ہوتا ہے، چونکہ وہ سمندر سے ۱۲۰۰۰ سے ۱۴۰۰۰ فٹ کی بلندی پر رہتے ہین، اس لئے سانس لینے کیلئے انھون نے اپنے سینون کو بہت زیادہ کشادہ و مضبوط بنا لیا ہے،

ایک فرانسیسی ڈاکٹر، آدمیون کے بدن مین جانورون کا خون پہونچانے مین کامیاب ہوا ہے اب تک عام طور سے اطبار کا خیال تھا کہ جانورون کے خون مین ایسے جراثیم ہوتے ہین جو انسانی خون کے جراثیم کو برباد کر دیتے ہین، لیکن اس تجربہ نے اس خیال کو دور کرنے مین بہت مدد دی ہے ڈاکٹر موصوف نے اپنے تجربات مین گھوڑون اور بھیڑون کا خون استعمال کیا تھا،

اس وقت تک ہوائی جہازون سے تصویر کشی کے لئے ضروری تھا کہ ایک خاص فاصلہ قائم رکھا جائے لیکن میلان کے ایک ماہر نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے ہر بلندی سے چھوٹے سے چھوٹے مقامات کی تصویر لیجا سکتی ہے، اس کے ساتھ ہی اُس کا شیشۂ تصویر پانچ ہی سکنڈ مین بدلتا جاتا ہے اور اس طرح مسلسل تصاویر بھی لی جا سکتی ہین،

امریکہ کے شہر اطلانٹک مین ایک بڑا مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) بنایا گیا ہے، یہ ۱۰۰ فٹ لمبا ہے اور ایک میل سے اس کے درجے دیکھے جا سکتے ہین، روشنی کے ذریعہ حرارت کا درجہ ظاہر ہوتا ہے،

دنیا کی تمام ریلوے لائنون کی لنبائی ۷۰۰۰۰۰ میل ہے، اس مین سے ۵۰ فی صدی جنوبی وشمالی امریکہ مین، ۳۰ فی صدی یورپ مین، ۱۰ فی صدی ایشیا مین ۴ فی صدی افریقہ مین اور ۳ فی صدی اسٹریلیا مین ہے،

پروفیسر آر، ایچ، اسمتھ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس سے ایک انچ کا ۱۰۰۰۰۰۰ وان حصہ بھی ناپا جاسکتا ہے، یہ آلہ لوہے کا بنا ہوا ہے اس کی لنبائی تین فٹ اور گولائی پانچ انچ ہے،

گذشتہ سال برطانوی ریلون پر ۱۱۸۶۴۷۶۹۰۰۰ اشخاص نے سفر کیا اور ان مین سے صرف ۵ حادثہ کی وجہ سے ہلاک ہوئے، سنہ ۱۹۲۱ء مین ۱۲۵۲۰۵۶۳۸۶ مسافرون مین سے ۱۰ کی جانین ضایع ہوئی تھین،

مسٹر ٹی، جے، ڈویس مبلغِ مسیحیت کا دعویٰ ہے کہ وہ سب سے زیادہ پیدل چلنے والے مسافر ہین انھون نے ۶۰ سال کی مسلسل خدمتِ وعظ مین ۱۶۰۰۰۰ میل سفر کیا ہے،

اس وقت انگلستان مین ۸۸۶ الیسی خواتین ہین جنکو ایک مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہین اور وہ اپنے فرائض کو نہایت ہی خوبی سے انجام دے رہی ہین،

انگلستان کے سفرن والڈن گرامر اسکول نے حال ہی مین اپنی پنج صدسالہ سالگرہ منائی ہے،

مسٹر والٹر ایچ بارلنگ نے ریاستہاے امریکہ سے ایک بم انداز ہوائی جہاز تیار کیا ہے جو اپنی قسم کا دنیا مین واحد طیارہ ہے اسکی خصوصیات حسب ذیل ہین،

(۱) یہ جہاز ۱۲ گھنٹون تک مسلسل ۱۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے مشغولِ پرواز رہ سکتا ہے،

(۲) جہاز کا وزن ۲۰ ٹن ہے اور ۲ ٹن بم لیجاسکے گا، (۳) اس پر سات توپین ہونگی (۴) اور اس مین ۲۴۰۰ گھوڑون کی طاقت ہوگی،

سنہ ۱۴-۱۹۱۳ء مین قبل از جنگ محکمہ حرب مین ۱۵۸۰۰ آدمی کام کرتے تھے، اور اس وقت تمام اقتصادی حالتون پر نظر رکھتے ہوئے بھی ۱۲۸۲۰ افسر کام کرتے ہین،

لندن کے مکانات سے جو کرایہ وصول کیا جاتا ہے اُس کی تعداد ۴۹۲۲۹۶۱ پونڈ ہے اور لندن کی مجلس بلدیہ کا حصہ اسمین سب سے زیادہ ہے،

امریکہ نے گذشتہ چند سالون مین تجارت مین جو ترقی کی ہے اور جتنا مال ممالک غیر کو بھیجا ہے اس کا حال ذیل کے اعداد سے معلوم ہوگا،

سنہ	تعداد رقم مال مرسلہ	سنہ	تعداد رقم مال مرسلہ
سنہ ۱۹۱۴ء	۳۲۴۳۰۰۰۰۰ ڈالر	سنہ ۱۹۱۵ء	۱۷۷۶۰۰۰۰۰۰ ڈالر
سنہ ۱۹۱[illegible]ء	۳۰۰۰۰۰۰۰۰ "	سنہ ۱۹۱۷ء	۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰ "
سنہ ۱۹۱۸ء	۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰ "	سنہ ۱۹۱۹ء	۴۰۱۶۰۰۰۰۰ "
سنہ ۱۹۲۰ء	۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰ "	سنہ ۱۹۲۱ء	۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ "

سنہ	تعداد رقم مال مرسلہ
۱۹۲۲ء	۱۹...... ڈالر

اس وقت تک مورخینِ ہند کا خیال تھا کہ وہ پندرھوین صدی عیسوی مین جو یورپین اقوام
آئی تھین اُن مین روس کا کوئی سیاح نہ تھا، لیکن حال ہی مین ایک روسی مستشرق و محقق کرم
نے ایک مسودہ، نوگوراد (روس) کے ایک کلب مین ایک روسی سیاح کے روزنامہ کا قلمی نسخہ
دریافت کیا ہے یہ سیاح ۱۴۷۰ء مین ہندوستان آیا تھا، اور کئی سال تک دکن مین رہا تھا، بہمنی
کے حالات کے لئے اس کا روزنامچہ اہمیت رکھتا ہے، اس سیاح کو آئے ہوئے ۴۵۳ سال ہوئے
قریبی اشاعت مین انشاءاللہ اس روزنامچہ کے اقتباسات ناظرینِ معارف کی دلچسپی کیلئے پیش کرین گے

جرمنی کے دولت مند اشخاص مین مندرجہ ذیل اشخاص قبل از جنگ خاص اہمیت رکھتے
لیکن موجودہ حالات نے اُن مین سے اکثر کو تباہ کر دیا ہے

نام	آمدنی	نام	آمدنی
الف بی کرپ	۲۸۳...... مارک	ڈان مارسمارک	۲۵۴......
وان باتھس چائلڈ	۱۶۳...... ”	قیصر ولیم ثانی	۱۴۰......
شہزادہ پلز	۹۶...... ”	راتشچائلڈ	۹۲......
وان پیبر	۸۸...... ”	کاونٹ ٹائیلی ونکر	۸۷...... ”
کاونٹس الڈین	۶۶...... ”	فرنیر ہنیل	۶۵......
ڈیوک اوف ارن برگ	۶۳...... ”	یہ اسوقت کی دولت ہے جب مارک تقریباً ایک شلنگ کے برابر	

ادبیات

سرودِ آزاد

از

جناب حافظ فضل حق صاحب آزاد عظیم آبادی

نہ چو عشق کارسازے نہ چو بندہ پاکبازے — نہ بہ مسجدے نمازے نہ بہ سجدہ نیازے

تو و فخر و کبر و نازے من و عجز و سوز و سازے — تو و دامنِ درازے من و درد جانگدازے

توئی سروِ سرفرازے بہ چنین قدِ درازے — چہ خوشست عرضِ نازے بہ نیاز پاکبازے

برہِ تو ترکتازے بدرت سرِ نیازے — نفسے ہوس گدازے نگہے گدانوازے

من و جانِ دردمندے چو برآتشِ سپندے — زلبِ تو نوشخندے چو طبیب چارہ سازے

دل ما و دودِ آہے سحرے و شعلہ گاہے — تو و کاکلِ سیاہے شبِ شکوہ درازے

گلِ دشت و کوہ چیدم چو صبا سفر گزیدم — بخدا یکے ندیدم چو تو سروِ سرفرازے

نہ توئی بہ باغِ دوران گلِ علیتھا بداماں — چو توئے ہزار سلطان چو منے یکایازے

درِ دیگرے کشاید کہ زخلد خوش نماید — چو یکے میسر آید بہ نیازِ من نمازے

شبِ قدر رو نماید مہِ من ز در درآمد — بہ فتوح کشان کشاید ز رخش نہفتہ رازے

بہ ترانہ ہائے اقبال کہ ز وصف او زبان لال
غزلے سرود الحال آزادِ نغمہ سازے

بیانِ ہادی

از

جناب سید محمد ہادی صاحب مچھلی شہری بی، اے، ال، ال بی وکیل علیگڈھ

مجھکو بھلا کہاں شبِ وعدہ کا ہوش تھا
جو مدعا تھا دل مین وہ طوفانِ جوش تھا

روزِ فراق دل مین قیامت کا جوش تھا
اللہ رے شرمِ ضبط مین پھر بھی خموش تھا

بزمِ طرب مین کیا مین کہون کیون خموش تھا
مصروفِ کیفِ بیخودیِ شوق و جوش تھا

اس خوف سے کہ جوشِ ستم اُن کا کم نہ ہو
اک زخم دوسرے کیلئے پردہ پوش تھا

ناکام مدعا کوئی ہے۔ کوئی کامیاب
گویا ازل مین حسن بھی قسمت فروش تھا

اے چشمِ یار تیرا اشارہ سمجھ گیا،
اے التفاتِ لطف سراپا مین گوش تھا

آوارہ طریقِ سکون تھا مین اس قدر
جو نقشِ پا مرا تھا وہ خانہ بدوش تھا

جس کی نظر پڑی مری صورت پہ رو دیا
مین عالمِ فراق مین حسرت فروش تھا

نکلا جو نالہ منہ سے گیا سوے آسمان
ہر رہ نوردِ غم مرا منزل بدوش تھا

رکھتا تھا وہ نگاہِ ستم مین دلِ حزین،
وہ غم فروش تھا تو مین راحت فروش تھا

تم نے تو نقصِ شوق پہ محمول کر لیا
مین اضطرابِ دل کے اثر سے خموش تھا

اے حسنِ یار بے اثری تیری دیکھ لی
پردے مین بیخودی کے سراپا مین ہوش تھا

اظہارِ مدعا مین بھی تھی بسکہ شرطِ ضبط
گویا زبانِ حال تھی اور مین خموش تھا

نکلا بھی تھا نہ منہ سے کہ پہنچا فرازِ عرش
ہر نالہ میرے دل کا نواے سروش تھا

مین اپنی ذوقِ جذب کی قسمت کو کیا کرون
ہر گوشۂ نگہ مین تری نیش و نوش تھا

پہنچی نہ تجھے میرے تصور کو کچھ مدد،
اے لذتِ نظر تجھے اپنا بھی ہوش تھا

کیونکر دلِ حزین کو سمجھتا مین بے خبر
جب اسکو تیری پرسشِ پیکان کا ہوش تھا

صدقے مین تیرے جلوۂ بے انتہا کے دل
لذت نصیبِ بے خودیِ کیف جوش تھا

وہ بے نیاز اور سراپا مین التفات
مین التجا مین کرتا تھا اور وہ خموش تھا

پر سچ ہے کہ اضطراب مین رہتے نہین حواس
وہ پوچھتے تھے حال مرا مین خموش تھا

اے دامنِ خیالِ معیبت خدا گواہ
پوشیدہ تیری جنبشِ عبرت مین ہوش تھا

ہر جنبشِ نظر مین تھین گلشن کی وسعتین
ہر ناوکِ نگاہ ترا گل فروش تھا

سودائے شوق سے جو لبالب ہے آج سر
کل تک وہ بیدلی سے مری بارِ دوش تھا

کس کو ہے اُسکی جلوہ گہِ ناز کا خیال
ہادی کسے خبر تھی کسے اپنا ہوش تھا

کلام اقدس

از

جناب محمد عباس صاحب اقدس حیدرآبادی

بجلیان کوندنے لگین چشمِ نظارہ باز مین
ہو گئے بدحواس ہم اُنکے حریمِ ناز مین

میری نگاہِ شوق نے رخنے دیئے ہین آئینۂ دل
پردے جو تھے پڑے ہوئے اُنکے حریمِ ناز مین

نشۂ وحدت اس مین ہے کیفِ حقیقت اسمین ہے
جام جو پی چکا ہون مین خم کدۂ مجاز مین

خرمنِ صبر و ہوش کو پھونک دے آج سوزِ غم
بجلیان بھر دے کوٹ کر نالۂ دل گداز مین

نالون سے جی اُچٹ گیا آہین بھرینگے سرد ہم
اب تو یہی ہے مشغلہ غم کی شبِ دراز مین

اے شہِ غزنوی یہ ضو تھی ترے سوزِ عشق کی
ورنہ یہ جلوہ تھا کہان خال و خطِ ایاز مین

کس سے کہون مین حالِ دل کوئی نہین انیسِ غم
تارون نے منہ چھپا لیا غم کی شبِ دراز مین

بزم مین سیلِ اضطراب کیون نہ رواں ہو ہر طرف
میرے ہی دل کا سوز ہے حسن جگر گداز مین

باب التقریظ والانتقاد

اخبار الاندلس

از

مولوی ابو الجلال صاحب ندوی رفیق دار المصنفین

مسٹر اس پی اسکاٹ کی کتاب ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ HISTORY OF THE MOORISH EMPIRE IN EUROPE کے اردو ترجمہ اخبار الاندلس کے دو حصون پر معارف گذشتہ نمبرون مین ریویو ہو چکا ہے، آج ہمارے سامنے اُسکا تیسرا حصہ ہے،

جناب منشی خلیل الرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے، مترجم کتاب عام قدر افزائی کے مستحق ہین کہ انھون نے بالآخر اندلس کی اس بہترین اسلامی تاریخ کو ہندوستانی زبان مین تمام و کمال منتقل کر دیا وہ اس کتاب کی اشاعت و طباعت کے سلسلہ مین تقریباً ۱۲۰۰ روپیہ کے مقروض ہو گیے ہین پھر بھی انکی یہ رعایت خریدارون کے حق مین ایک قسم کا زبردست ایثار ہے کہ وہ اس کتاب کی قیمت باقساط بھی وصول کر سکتے ہین پوری کتاب یعنی تینون حصون کی مجموعی قیمت عـــہ روپیہ ہے یا قساط قیمت ادا کرلے کی صورت مین بہ ترتیب عــہ، عــہ اور عــہ روپیہ دینا ہوگا، باقساط قیمت دینے والون سے ایک وعدہ یہ بھی لیا جاتا ہے کہ اگر وہ مستحق سمجھین تو کتاب ختم کر دینے کے بعد ایک قرآن کا ثواب مسلمانان صقلیہ و اندلس کی ارواح کو بخشدین:-

اس تیسرے حصہ کے شروع مین مصنف کی خود نوشتہ سوانح عمری بھی درج کیگئی ہے

مسٹر اسکاٹ کی عمر جب صرف چھ برس کی تھی تب ہی سے انکو واشنگٹن کی کتاب "الحمرا" کے قصون نے مسلمانون کی یوروپین تاریخ کا گرویدہ بنا دیا تھا، وہ صوبہ اوہایو (امریکہ) کے ایک قصبہ ٹیس برو کے رہنے والے ہین ۱۹ برس کی عمر مین انھون نے میامی یونیورسٹی سے گریجویٹ کا رتبہ حاصل کیا کچھ دنون لیون ورتھ اور سان فرانسسکو مین وکالت بھی کرتے رہے، اب وطن مین ہین، انھون نے وہ تمام زبانین سیکھین جن سے اس کتاب کی ترتیب مین مدد مل سکتی تھی اپنے ذاتی کتبخانہ مین اُنھون نے ۱۰ ہزار کتابین صرف ایسی جمع کین جو بواسطہ یا بے واسطہ مسلمانان اندلس کے حالات بتاتی ہون:-

مسلمانونکی تاریخ کا یہ ایک اعجاز ہے کہ مذہبی گروہون سے متنفر اسکاٹ آخر مین اسلام کے متعلق اپنی رائے، ذیل کے الفاظ مین ظاہر کرتا ہے جلی حروف کے الفاظ ترجمہ نہین بلکہ خود مصنف کے الفاظ ہین:-

"**اللہ اکبر** اگر محمد (**صلی اللہ علیہ وسلم**) اس کے برحق رسول نہ تھے تو اب تک کوئی رسول دنیا مین آیا ہی نہین"

اصلاح یورپ اور مسلمان تینتسوین باب مین مسلمانون کے اس اثر کی تشریح کیگئی ہے جو انکے جلاوطن اور مسلوب الاختیار ہونے کے بعد بھی یورپ پر قائم رہا، مسلمانون کا سیاسی اقتدار مٹ جانے کے بعد بھی، ان کا تمدنی، اخلاقی، اور معاشرتی تفوق یورپ مین مدت تک باقی رہا، اس زمانہ مین مسیحی کلیسا اور پوپ کی غیر محدود طاقت نے عیسائیون کے مذہبی طبقہ مین جس قدر مہلک بداخلاقیان پیدا کر دی تھین، انکا علاج اور اصلاح زیادہ تر سوتی مطربون کی ملیح اور اکثر اوقات غیر مہذب اور فحش ہجوون سے ہوئی، یہ مطربان سوتی دراصل عربی بھانٹون کے باقیات صالحات تھے لیکن اصلاح مذہب کی اصل تحریک (جس کا بانی لوتھر کو بتایا جاتا ہے،) مسلمانون

کی آزاد خیالی اور انکی علمی یونیورسٹیون سے پیدا ہوئی،

یورپ کے موجودہ تمدن وتہذیب کی تعمیر مین سب سے پہلے جن اقوام نے حصہ لیا وہ براہ راست مسلمانون سے متاثر نہین: "پوپ کی غلامی سے یورپ کو آزادی دلانے کی سب سے پہلی کوشش نارمنون نے کی" "نارمنون کی صلاح وفلاح اور تہذیب مین انکی مفتوحہ قوم کا بہت بڑا اور اصلی حصہ تھا، نارمنون کا قانون تقریباً کل عربون کے قانون سے ماخوذ تھا، انگریزون کا موجودہ طرز حکومت درحقیقت انھین نارمنون کے طریقِ حکومت کا چربہ ہے،

"وضعِ قوانین اور اقتصادی معاملات مین سلطنت صقلیہ اپنی ہمعصر سلطنتون سے بہت بڑھی ہوئی تھی، انگلستان کے تمام نظام ملکی بالخصوص ایوان العوام کا خیال صقلیہ ہی سے لیا گیا پارلیمنٹ بھی صقلیہ ہی سے لی گئی ہے انگلستان کو اس سلطنت کا مشکور ہونا چاہئے"

غالباً کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ یورپ کی تہذیب وتمدن مین سب سے نمایان کام جس قوم نے انجام دیا ہے، وہ جرمنی ہے، جرمنی کے اندر بھی اصلاحی خیالات صرف عربون کی بدولت پیدا ہوئے کیونکہ

"قوم عرب کی روایات نارمنون کو میراث مین ملین اور ان سے جرمنون مین پہنچکر اس قوم کو فائز المرام کردیا،

عربی تہذیب کے جرمنون مین منتقل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ

"فریڈرک ثانی کی والدہ کانس ٹنیس نے شاہ ہنری ششم سے شادی کرلی جس سے نارمن، سلطنتِ جرمنی کے ساتھ ایسے ضم ہوگئے کہ انکو آج کوئی پہچان ہی نہین سکتا،"

فریڈرک ثانی کو مرتے وقت تک اپنی جنم بھوم صقلیہ کے ساتھ گرویدگی تھی، فریڈرک شروع ہی سے اقتدار پسند واقع ہوا تھا انکی عمر صرف ۱۸ برس کی تھی کہ اس نے اہالی کلیسا کے معاملہ مین

دست اندازی شروع کی، اس کا مرافعہ پوپ کی خدمت مین پیش کیا گیا اس کے بعد اس نے متواتر پوپ سے سرتابی کی، پوپ کو فریڈرک کے خیالات کا صحیح اندازہ نہ ہوسکا اسلئے اُس نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ اسکو بادشاہ تسلیم کرلیا فریڈرک کو ایک پادری کی نگرانی مین مسلمان معلمون نے تعلیم دی تھی،

عربون کے نظامِ حکومت کے مطابق، دنیاوی اور روحانی دونون قسم کی سیادتون کا مرکز ایک ہی شخص ہوتا تھا شاہ فریڈرک کی خواہش تھی کہ سلطنت اور پاپائی کے اختیارات کو متحد کردینا ضروری ہے اسکی تمنا تھی کہ پہلے تو پوپ کے اختیارات کو محدود کردیا جائے پھر رفتہ رفتہ اس کو اس تختِ پاپائی سے بھی محروم کردیا جائے، اس کا دعویٰ تھا کہ رومن بادشاہون کے زمانہ مین بادشاہ مذہبی اور روحانی پیشوا بھی ہوتا تھا، کسی کو پوپ بنانے کا اختیار بھی اسی کو تھا، اس طرح بزنطینی بادشاہ بھی یونانی کلیسا کا سرگروہ سمجھا جاتا رہا ہے، اور:

"جناب (رحمۃ للعلمین) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات مین دینی اور دنیاوی دونون حکومتین مجتمع تھین،"

اس قسم کی مختلف دلیلون کی بنا پر وہ اپنے اندر دینی اور دنیاوی دونون قسم کے اختیارات کو جمع کرلینے کا متمنی تھا۔

فریڈرک ثانی کو مسلمانون کے ساتھ خاص تعلق تھا، مسلمان بادشاہون سے اس کے تعلقات گہرے تھے، مسلمان علما، کی اس کے یہان خاص عزت تھی، اسکی بہترین یونیورسٹیون مین مسلمان اساتذہ مقتدر تھے، اس کے قوانین مسلمانون ہی سے ماخوذ تھے، اس نے مسلمانون کے علوم وفنون اور تمدن کو نہ صرف اپنے مقبوضات مین پھیلایا بلکہ یورپ کے دیگر علاقون مین بھی اسلامی علوم کو اسی نے رواج دیا، اگرچہ وہ مسیحی مذہب سے بظاہر بڑی عقیدت رکھتا تھا لیکن اس کے خیالات قطعاً لامذہبون کے سے تھے، خلوتون مین وہ برابر کلیسا کی تضحیک کرتا تھا،

صقلیہ کے بعد یورپ کے تمام حصون مین سب سے زیادہ مہذب سلطنت جنوبی فرانس کی تھی
دہان کی تہذیب یونانی، رومی، اور عربی تہذیبون سے ماخوذ تھی سب سے زیادہ اثر عربی تہذیب کا تھا

"مسیحی دنیا مین سوائے جنوبی فرانس کی مہذب مگر فاسق سوسائٹی کے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جس طرف کسی پر تکلف اور شائق علم کو کشش ہو"

جنوبی فرانس کے ارتقاء کی اصلی صورت یہ تھی کہ :-

دہان کے دربارون، عدالتون، مدرسون، اور علمی حلقون مین سامی خیالات، روایات اور اثرات غالب تھے مسلمان نیمس، نارلون، اور ٹولسوس مین آباد ہو گیے تھے، یہودیون کی آبادی ہر جگہ بہت زیادہ تھی، جنکی وجہ سے سائنٹفک قابلیت کے لیے بہت سی آسانیان پیدا ہو گئیں، یونیورسٹی سلرنو کے تمام اساتذہ یہودی تھے یا مسلمان، انکا اثر باوجود خانہ جنگیون اور انقلابون کے صدیون قائم رہا"

تباہ شدہ مسلمانون کے دیرپا اثر کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ ان مقامات کے

"اسقفون اور بڑے صوبہ کے پادریون کی ٹکسالون سے ایسے روپیے بنکر نکلتے تھے جن پر مسلمانون کا کلمہ اور مسلمانونکی علامتین اور نشان ہوتے تھے"

یہ بھی مسلمانون ہی کی آزاد خیالی کا اثر تھا کہ :-

"جنوبی فرانس مین دین مسیحی سخت خطرہ کی حالت مین پڑا ہوا تھا"

پوپ کے احکام، وعیدون، اور کلیسا سے خارج کر دینے کی دھمکیون کا جنوبی فرانس پر بہت کم اثر پڑتا تھا،

"اسقفون کے اس دعوٰی پر کہ وہ حواریان مسیح کے وارث جائز ہین خود انھین کے سامنے پھبتیان اڑتی تھین یہان تک کہ پاپائے مقدس بھی ان پھبتیون اور ان لوگون

کی سخت نکتہ چینیون سے محفوظ نہین رہ سکتے تھے"

فرمان گاہ کی زبان لاطینی کو لوگون نے بالکل چھوڑ دیا اور اس کے بدلے مین لینگیوڈی آک کو اختیار کر لیا جو متشککین اور لامذہبون کی زبان تھی،

غرض:-

"پادریون کے فسق و فجور نے پوپ کے اقتدار کے برخلاف بغاوت کرا دی تھی"

اس لیے پوپ کو انتقام لینا ضروری تھا، پوپ انوسنٹ سوم نے ان لامذہبون کے خلاف زبردست ریشہ دوانیان کین جو بالآخر کامیاب ہوئین اور نواب ٹولوس اور اس کے ماتحتون نے اہالیِ کلیسا کو اپنا مشیر مقرر کر لیا پوپ نے امرای بردونیس کو حکم دیا کہ :-

"وہ خود اپنی رعایا کو لامذہبی کے جرم مین سزائین دین اور آگ اور تلوار لیکر خود اپنے علاقہ کو تباہ کر ڈالین"

لیکن اس فرمان کی اطاعت نہین کی گئی، اس لیے پوپ نے ملحدون کے خلاف صلیبی جنگ کا عام اعلان کر دیا، اور فرمان نافذ کیا کہ جو لوگ اس جنگ مین شریک ہون گے ان کو ملحدون کی جائدادین بطور انعام ملین گی اور ان کے تمام قرضے معاف ہونگے جو انھون نے قبل از جنگ کسی سے لیا ہوگا،

غرض اسی قسم کی بہت سی تحریصون نے پوپ کے مقدس علم کے نیچے جنگ آزمودہ آدمیون کی ایک زبردست فوج مہیا کر دی،

نواب ٹولوس اتنا مرعوب ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو بے شرط پوپ کے سامنے سرنگون کر دیا، پوپ نے نواب کو نہایت سخت اور ذلیل سزائین دین، دوامی اطاعت کا حلف لیکر، ضمانت کے طور پر اسکے سات مضبوط قلعے پادریون کے لیے حاصل کر لئے گئے یہ سب کچھ نواب نے برداشت کیا

مگر اس سے یہ وعدہ بھی لیا گیا کہ "وہ مرتدون کے خلاف جنگ مین مدد دے" یہی وہ چیز تھی جس سے بچنے کے لیے اس نے اس قدر ذلیل شرطین قبول کی تھین تاہم اس نے صلح کر لی، لیکن بہت جلد عہد شکنی کا الزام لگا کر ملحدون کے خلاف پھر جنگ چھیڑ دی گئی، چونکہ نواب ٹولوس پوپ کے ساتھ ایک ذلیل معاہدہ کر چکا تھا اس لیے اسکی جگہ پر اس کا بھتیجا ریمنڈ اجر تخت پر بیٹھا:-

ریمنڈ اجر کے قبضہ مین پوپ کے دو قلعہ تھے وہ انھین پر بھروسہ کر کے حملہ کا انتظار کرنے لگا پوپ کے حملہ کا نتیجہ اس کے خلاف نکلا، قلعہ بئیریرس مین پوپ کی فوجین گھس آئین اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، کیتھولک فرقہ کے لوگون کو بھی امان نہ ملی سپاہیون نے نائب پوپ سے پوچھا کہ ہم ملحدون اور کیتھولک مین کیسے تمیز کرین تو:-

"ادس" ابلیس آدم رُو" نے جواب دیا کہ سب کو قتل کر ڈالو جو خدا کے خاص بندے ہین انکو وہ خود سمجھ لیگا"

اس کے بعد جنوبی فرانس کی ساری تہذیب اور دلچسپیون کا خاتمہ ہو گیا اور پاپائی نظام کو فتح حاصل ہو گئی،

خلاصہ یہ کہ ترقی خیالات، تعلیم، تشکک، اور کلیسا کی مخالفت کے جذبات جو یورپ مین پیدا ہوئے سب عربون کی برکت ہین آزادی اور موجودہ تہذیب جس سے آج دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے عربون ہی کا متروکہ ہے،

یہود | مسلمانون کی تہذیب یورپ مین یہود کے ذریعہ سے پھیلی، مسلمانون کی آمد سے پہلے اگرچہ یہود ہمیشہ "برگزیدگان الٰہی" سمجھے جاتے تھے مگر انکی حالت ہمیشہ ناگفتہ بہ رہی:-

"از روئے قانون وہ ہمیشہ حکمران قوم کے ذلیل افراد سے بھی ذلیل تر سمجھے جاتے تھے، انکو بہ نسبت اور دن کے ٹیکس زیادہ دینا ہوتا تھا۔ . . . . یہودیونکو

اجازت نہ تھی کہ وہ اس چیز کے کھانے سے پرہیز کرین جو ان کے دین کے موافق حرام ہو (جب) ختنہ کی . . . رسم ادا کرتے تھے تو اس کا نتیجہ انکی ضبطی جائداد اور قتل ہوتا تھا . . . . . . ہر شخص چاہتا تھا کہ یہودیون کے ساتھ دشمنی کرنے مین ان سے بڑھا رہے . . . . وہ قانوناً کسی عیسائی عورت سے شادی نہین کر سکتے تھے نہ میراث مین کچھ ان کا حق تسلیم کیا جاتا تھا نہ انکو غلام رکھنے کی اجازت تھی، جب کوئی بادشاہ کسی گرجا کو کوئی جائداد نذر کرتا تھا تو بے وجہ بلا کسی حق کے اور بغیر پابندی کسی رسم قدیم یہودیون کی آزادی اور انکی جائدادین ضبط کر لیتا تھا اور وہ سب اوقاف کنیسہ کا جزو سمجھے جاتے تھے اونکو اپنی ہی ایجاد کردہ کلون سے کام لینے کی اجازت نہ تھی،

عیسائی یورپ کی اس عجیب ترین رواداری کا لازمی نتیجہ تھا کہ یہود نے مسلمانون کی آمد کو نہایت جوش و خروش کے ساتھ لبیک کہا، ایک طرف یورپ مین یہود کی وہ حالت رہی ہے دوسری طرف مسلمانون کی آمد نے انکے ساتھ اتنے احسانات کیے کہ ایشیا سے یہود کا پچاس ہزار خاندان اندلس مین آکر بس گیا جسکی تعداد ۲½ لاکھ سے کم نہ تھی، مسلمانون کے عہد مین یہود کو ہر طرح کی آزادی تھی تا آنکہ:-

اپنے بادشاہ کی قدر دانی اور مرحمت خسروانہ کے بھروسہ پر یہود رعایائے اسلامی نے اپنے لیے اس نمونے پر ایک نظام قایم کیا جو انکے بزرگون کا تھا، اور جس کو کوئی حلیم سے حلیم بادشاہ بھی جائز نہ رکھتا . . . یعنی وہ یہودیون کے کسی اعلیٰ خاندان سے کسی شخص کو انتخاب کر کے اس کو اپنا بادشاہ بنا لیتے تھے، یہ بادشاہ اپنے دیوانی و فوجداری حکام اور دینی مقتدا منتخب کرتا تھا . . . مسلمان خلفا اس نظام کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے

(باقی)

مطبوعات جدیدہ

غزنوی جہاد، ہر زمانہ کی تصنیف اپنے مصنفون کے عہد کا آئینہ اور وقتی حالات کا پرتو ہوا کرتی ہے، خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات مین یہ وصف بہت نمایان ہوا کرتا ہے،

آج کل جب کہ شدھی اور تبلیغ کی قوتین باہم متصادم ہین تو خواجہ صاحب کے وقت شناس قلم نے مسلمانون کی جنگی تاریخ کا سلسلہ شروع کر دیا جسکی پہلی کڑی غزنوی جہاد ہے اس کتاب کو شایع کرنے کا مقصد خود ان کے الفاظ مین یہ ہے کہ،

آج کل ... جبکہ آریہ قوم مسلمانون کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے سر توڑ کوشش مین مصروف ہے ... ان رسالون کا شایع ہونا بہت مفید ہے،

مگر جو لوگ متحدہ قومیت کی مختلف ماہیتون کو شیر و شکر دیکھنا چاہتے ہین، وہ غالباً اس فائدہ کو تسلیم نہ کرین گے خصوصاً ایسی حالت مین جب کہ اس کتاب مین بت شکنی کے ان سیاسی اسباب کی کوئی [illegible] نہین کیگئی جسکی وجہ سے محمود غزنوی کو ایسا کرنا پڑا، اور نہ ایسا لہجہ اختیار کیا گیا جو "جہاد" و "رواداری" [illegible] کی نسبت کو مٹادے، غزنوی جہاد، ہندوستان پر محمود غزنوی کے حملون کی مختصر تاریخ ہے جسمین ان لڑائیون کا بھی مجمل حال ہے جو اسکو اپنے وطن کے مسلمانون سے لڑنی پڑین شروع مین مصنف نے "ہندوستانی روزنامچہ" کی چند سطرین بھی نقل کی ہین جن سے پٹن اور سومناتھ کے آثار باقیہ کا [illegible] معلوم ہوتا ہے، قیمت ۸؍ پتہ حلقہ مشایخ بک ڈپو دہلی،

کلیات حالی، مولانا حالی کا کلیات جو ان کے زمانہ مین مرتب ہو کر چھپا تھا، وہ ان کے [illegible] منظومات سے خالی ہے، ضرورت تھی کہ ان کا ایک جامع کلیات شایع کیا جائے جو اون کے تمام [illegible]

محیط ہو جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب سکریٹری اوریئنٹل پبلک لائبریری نے اس اہم فرض کو انجام دینا چاہا ہے، اور اُس کو چار جلدون پر منقسم کیا ہے، اس وقت پہلی جلد طبع ہوئی ہے جسمین [illegible] کے قطعات غزلیات، اور رباعیات ہین، یہ پوری جلدین اگر طیار ہو گئین تو بڑا کام انجام پائیگا، مطبوعہ جلد اول کی قیمت قسم اول عہ؍ قسم دوم ۱۲؍ ہے، حالی بک ڈپو پانی پت سے ملیگی،

مرقاة العربیہ، مرقاة العربیہ مرتبہ مولوی محمد عبد الهادی خان صاحب حصہ اول کا تعارف ہم پہلے کرا چکے ہین، اب اس کا دوسرا حصہ شایع ہوا ہے، اس حصہ مین جملہ اسمیہ کے اندر مبتدا خبر اور اسم تفضیل صفت مشبہ اور اسم مبالغہ کا استعمال، حروف مشبہ کا عمل، اسمائے اشارہ، اسمائے موصولات اور ما اور لا کا عمل ترجمہ واملاء کے رنگ مین دکھایا گیا ہے، پھر مضاعف و مفعول مطلق، مہموز، مفعول فیہ، شرط و جزا، اور حروف جارہ کو استعمال کر کے دکھایا گیا ہے، ہمارے قدیم طریقہ درس مین نحو و صرف کو تعلیم ادب کا لازمی جز نہین قرار دیا جاتا تھا، مگر اب یہ طریقہ زیادہ موزون سمجھا جاتا ہے کہ نحو کے مسائل اس طرح بتائے جائین کہ ساتھ ہی عربی پڑھنا، بولنا، لکھنا، اور ترجمہ کرنا بھی آجائے اس مقصد کیلئے یہ کتاب مفید ہے، قیمت ۸؍ ہے، پتہ مولوی عبد الهادی خان صاحب مدرسہ اطبیہ کشمیری دروازہ دہلی،

گنج عافیت، یہ پنجاب کے افسانہ نویس جناب سدرشن کا جدید افسانہ ہے، جسمین یورپ مین محبت، تہذیب، اور وہان کی مادی معاشرت کا مقابلہ، ہندوستانی پریم اور ہندوستانی روحانیت اور معاشرت کے ساتھ کیا گیا ہے، ہری سین ایک ہندوستانی نوجوان ہے جسکی تربیت انگریزی اصول پر انگلستان مین ہوئی ہے، وہ صورةً بھی انگریز ہے، ہندوستان سے اسکو نفرت ہے، اسے ایک انگریز خاتون کی نمائشی محبت نے [illegible] لیا ہے، مگر جب محبت نے اس کو تباہ کیا تو انگریزی محبت کا نمائشی پردہ دفعةً چاک ہو جاتا ہے، دیوکی اور روپ چند کی ہندوستانی محبت کو دیکھکر ہری سین جو تمام عمر ہرلسن تھا پھر ہری سین ہو گیا، روپ چند ہری [illegible] کی بدولت اپنی بی بی سے ایک نہایت معمولی جرم ایک جھوٹ پر بدظن ہو کر تارک الدنیا ہو جاتا ہے،

دیوکی اپنے آپ کو سخت گنہگار سمجھتی ہے، دیوکی اور ہری سین دونون کوشش کرکے روپ چند کا پتہ
معلوم کرلیتے ہین، اگر ایسے وقت مین جبکہ امریکہ کی ایک عاشق مزاج خاتون اپنی رقیب بہن کو قتل کرواتی
ہے، اور روپ چند پر الزامِ قتل عائد ہوتا ہے، دیوکی خود اقرار جرم کرکے شوہر کو بچالیتی ہے، پھر اتفاقی
طور پر ہری سین اصل مجرم کا پتہ لگا کر دیوکی کو بھی پھانسی سے اُتار لیتا ہے، بہرحال ان حالات کو دیکھکر
صحیح معنون مین ہری سین از سر نو محب وطن ہندوستانی ہوجاتا ہے، اس قسم کے افسانے تعمیرِ اخلاق کے
لئے کار آمد ہین، قیمت ۱۲؍ پتہ رام کتابک ڈپو لاہور،

تحقیق الاسلام، یہ پادری غلام مسیح اڈیٹر نور افشان لاہور کی ایک قدیم مناظرانہ تصنیف
کا طبع ثانی ہے، جسمین انھون نے دعوی کیا ہے کہ کتاب مبین، قرآن عربی، سلطان مبین وغیرہ خطابات
جو قرآن مین کتب الہیہ کے لئے آئے ہین سب بائبل کے لئے ہین، قرآن مجید مین دو قسم کی آئتین
ہین ایک ام الکتاب یا محکمات اس سے مراد صرف وہ آئتین ہین جنکی تصدیق بائبل سے ہوتی ہے، باقی
تمام اس مین متشابہ ہین اور ہر متشابہ آیت منسوخ ہے، وہ کہتے ہین کہ اہل قبلہ کا اسلام اصلی اسلام نہین کیونکہ
یہ اسلام قرآن عربی کے علاوہ، حدیث، اجماع اور قیاس سے بنا ہے، حدیث ناقابل اعتبار چیز ہے
کیا بائبل سے بھی زیادہ جسکی تاریخی سند معرض بحث مین ہے، غرض اس پوری کتاب کا منشا یہ ہے کہ نعوذ
اہل قبلہ دینی مسلمانون کا اسلام اصلی نہین صلی اسلام تو مسیحی اسلام ہے، ہمکو بھی تسلیم ہے کہ مسیحیت اور اسلام
دونون کی حقیقت ایک ہے، مگر وہ سینٹ کی مسیحیت نہین، بلکہ حضرت مسیح کی مسیحیت تمام کتاب نادانی
اغلاط کا ایک مجموعہ اور نامستند دلائل کا ایک ذخیرہ ہے، جنکے جوابات مسلمانون کی طرف سے صدہا
دیئے جاچکے ہین، قیمت ۱۰؍ پتہ اڈیٹر نور افشان لاہور،

مجلد چہاردہم | ماہ محرم سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ اگست سنہ ۱۹۲۴ء | عدد دوم

مضامین